خدا کا اِغوا

ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی

کیوں محمدؐ دیر کر دی اغوا کرنے میں مجھے
کیا تجھے معلوم نہ تھا میں تیرا بیمار تھا

خدا کا اغوا

ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی

کُنڈی لگا دی

•••

خدا کو خاک سے کس نے صدا دی
یہ چلمن کس نے کھڑکی سے ہٹا دی

نہیں تابِ نظارہ جب نظر میں
تو پھر کیوں حُسن کو میرے ہوا دی

رقیبوں کی رقابت بھی عجب ہے
خبر یہ شہر میں سارے پھیلا دی

محمدؐ نے خدا کو اپنے دل میں
بٹھا کر باہر سے کنڈی لگا دی

فرشتے تالا نہیں یہ کھول سکتے
عرش پر پھولوں کی چادر چڑھا دی

اِدھر سب دردمندوں نے زمیں پر
محمدؐ کی مساعی کو دُعا دی

اُدھر شفقتؔ فرشتوں نے عرش پر
شمع طولِ شبِ ہجراں جلا دی

شفقتؔ فاضلی

INTERNATIONAL STANDARD BOOK NUMBERING AGENCY
GOVERNMENT OF PAKISTAN, DEPARTMENT OF LIBRARIES

NATIONAL LIBRARY OF PAKISTAN, CONSTITUTION AVENUE, ISLAMABAD—PAKISTAN
PHONES : 9206436, 9206440, 9202544, 9202549 FAX : 221375

فارم نمبر ۱

ناشر کا نام اور مکمل پتہ: منظور حسین شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)۔ بانی اسلامی تصوف دانش گاہِ عالیہ، المعروف تصوف کی دُنیا۔ محبت کی دُنیا، مسجد الودود، فاضلی روڈ، گُلشن الہ دین، عقب کینال کنٹری کلب، رحیم یار خان

کوڈ نمبر:- ISBN 969—

سابقہ شائع شدہ کتب کے لئے معلوماتی فارم

(براہ کرم ہر کتاب کے ہر ایڈیشن کے لئے علیحدہ فارم استعمال کریں)

۱- کتاب کا مکمل عنوان (ٹائٹل) **خدا کا اغوا**

۲- کتاب کے اصل مصنف کا (یا مصنفین کے) مکمل نام: **ڈاکٹر شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)**

۳- کتاب کے مترجم / مرتب / ایڈیٹر کا مکمل نام: **ڈاکٹر شفقت فاضلی (مرحوم و مغفور)**

۴- سن اشاعت: **2018ء**

۵- ایڈیشن: **پہلا ایڈیشن**

۶- سائز (حجم): **8.5 انچ x 5.5 انچ x 0.75 انچ**

۷- صفحات: **270 صفحات**

۸- تصاویر، نقشہ جات وغیرہ کی تفصیل: دو تصاویر (صفحہ نمبر 3 پر مصنف اور 5 پر مزار کی رنگین تصاویر)۔ کوئی نقشہ نہیں ہے۔

۹- قیمت (اندرون ملک): **500 روپے** قیمت (بیرون ملک) **500 روپے**

۱۰- جلد بندی (مجلد / پیپر بیک) **مجلد ہارڈ بیک، سبز ٹائٹل**

۱۱- کتنی تعداد میں چھاپی گئی: **250 تعداد**

۱۲- کس زبان میں لکھی گئی: اُردو

۱۳- کیا سٹاک میں موجود ہے: جی ہاں موجود ہے

نوٹ: ایڈیشن سے مراد ایسی اشاعت ہے جس میں کتاب کے مواد یا طرز طباعت میں کوئی تبدیلی کی گئی ہو۔
معلومات نامکمل ہونے کی صورت میں نمبر تفویض نہیں کیا جائے گا۔

تفویض شدہ آئی ایس بی این

ISBN —978-969-23523-1-4

دستخط: ______

نام عہدہ و مہر: ______

تاریخ: ______

خدا کا اِغوا

ڈاکٹر شفقت فاضلی

کیوں محمد ﷺ دیر کر دی اغوا کرنے میں مجھے
کیا تجھے معلوم نہ تھا میں تیرا بیمار تھا

﴿ جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ﴾

نام کتاب : خدا کا اِغوا

مصنف : ڈاکٹر شفقت فاضلی

تزئین وترتیب : عامر حسین فاضلی

کمپوزنگ : سیف فاضلی ،اچھرہ لاہور

سن اشاعت : 2018ء

تعداد : 250

قیمت : -/500 روپے

پرنٹر : محمد عمران الحق ،وحدت پرنٹرز

ڈاکٹر شفقت فاضلی نے وحدت پرنٹرز ،اردو بازار، لاہور

سے پرنٹ کروا کر

اسلامی تصوف دانش گاہ عالیہ المعروف

تصوف کی دنیا محبت کی دنیا

مسجد الودود، فاضلی روڈ، گلشن الٰہ دین، عقب کینال کنٹری کلب

رحیم یار خان

سے شائع کیا۔

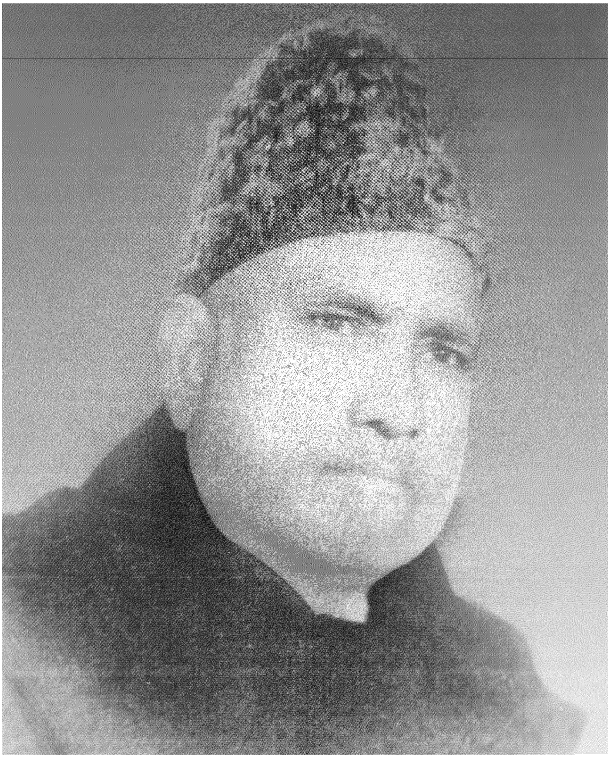

ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی

انتظارگاہِ جمالِ خداوندی

جس کی تعمیر خود ڈاکٹر شفقت فاضلی صاحب نے اپنی
زندگی میں کروائی

مرقد

انتظار گاہِ جمالِ خداوندی

مرقد ہے حُسنِ یار کے دیدار کی جگہ
دنیا سے تنہا پیار کے اظہار کی جگہ
خاموشیاں ہیں چار سُو آہٹ کہیں نہیں
سجدوں کو مل گئی ہے اب پیزار کی جگہ

ڈاکٹر شفقت فاضلی

فہرست مضامین

سیریل	کلام	صفحہ
1	پیش لفظ	13
2	کتاب 'خدا کا اغوا' کے خالق، تقریظ محمد اقبال خان منج	14
3	کتاب کے شاعر علامہ شفقتؔ فاضلی، تقریظ محمد انور قمرؔ شرقپوری	16
4	انتساب	20
5	کلمہ	21
6	اغوا کی وارداتیں	23
7	مصطفیٰ ﷺ کا اغوا	26
8	خدا کا اغوا	29
9	معجزہ	32
10	میں کون ہوں؟	33
11	حال اور عدم میں	37
12	منصورؒ اور خدا	45
13	فرمانِ رومیؒ	47
14	خدا اور اہلِ وفا	49
15	آنکھ کے بارے میں انتباہِ خداوندی	50
16	خدائے یکتا	51
17	خدا کا اغوا	55
18	بندۂ خدا اور اُمتی مصطفیٰ ﷺ	56
19	کُور ٹکے کی چھوکری	57

سیریل نمبر	کلام	صفحہ
20	کُنڈی لگا دی	59
21	حضرت عیسیٰؑ اپنے دور میں عشقِ خداوندی کی جولانیوں پر	61
22	قرآن دو دلوں کے پیار کی داستاں	63
23	**عشق نامہ**	**65**
24	احترامِ عاشقاں	67
25	رابعہؒ کے گدھے کا جنت میں داخلہ	69
26	دُعا درِ نازِ عاشقاں، ربِّ محبت	73
27	صدقے اُتارے دیکھے	75
28	سجدہ، وہ سجدہ یہ ہے	76
29	اقوالِ فاضلی	77
30	آشناؤں کی خدا کے حضور شکائت	79
31	جنازہ	81
32	ہمہ از اوست بابِ تصوف	82
33	فقر کا سفر	84
34	حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ	87
35	حکائتِ مجنوں	90
36	حکائتِ لیلیٰ	92
37	الرحمٰن	95
38	رحمان اور انسان	98
39	گناہگاروں کے حق میں	101
40	خدا، میں اور گناہ	104

سیریل نمبر	کلام	صفحہ
41	گناہگاروں کی تقسیم	106
42	ہوتا پھرے	107
43	وہ منظر کیسا منظر تھا	109
44	حد کردی	110
45	'بالِ عزازیل' سے تضمین	111
46	**مرقد نامہ**	113
47	قبر پہلی چیک پوسٹ	115
48	مرقد عالمِ برزخ	117
49	منصبِ مرقد	119
50	مرقدِ دل نشین	122
51	مزارِ بہار آفریں	124
52	مرقد میں اضطرابِ خداوندی	126
53	گنبد یا دیس کا ٹاور	127
54	ہومیو پیتھی کا بنیادی زہر 'سورا'	129
55	موت سے آپ پریشان ہیں۔ آخر کیوں؟	132
56	حیات	135
57	مرقد میں یار کا یار ﷺ کے ساتھ آنے کا منظر	137
58	قبر بہارِ زندگی	139
59	مرقد	141
60	مرقد سجا کے رکھ	143
61	مرقد سے اُس صحرا تلک	144

صفحہ	کلام	سیریل نمبر
145	عشق، موت اور قبر	62
147	موت عشقِ خداوندی کے آئینے میں	63
[illegible]	**مردنامہ**	64
151	محبت کیلئے	65
152	دنیا کا پہلا مرد حضرت ابراہیمؑ	66
154	تسخیرِ کائنات	67
156	آج رات پھر ایک پل ساجن کے ساتھ	68
158	دل جلے	69
160	اب کہ کامل مرد آنا چاہیے	70
164	مردِ آزاد	71
167	اللہ کا گھر تیرا دل	72
169	آشفتہ سر	73
170	آج چُڑیا کا بازار کیوں؟	74
173	لمحۂ فکریہ	75
174	اللہ کا جہاں	76
175	میں اپنے خدا سے	77
7	**عورت نامہ**	78
179	عورت اور شیطان	79
184	بندے کو خدا سے علیحدہ کرنے والی	80
186	شادی اور نکاح	81
188	شادی	82

صفحہ	کلام	سیریل نمبر
190	معاشرہ اور عورت	83
191	مہرِ نصابِ محبت	84
194	کورٹ میرج خلافِ شریعت	85
197	پیشہ ور تعلیم اور عورت	86
198	تزئینِ خلوت	87
199	آج کا المیہ	88
201	جہیز تصوف کے آئینے میں	89
23	**مکتبِ ہاجرہؑ حر**	**9**
205	درسِ حقیقت	91
207	دھرتی پر بخشش کے خدا ماں اور باپ	92
209	وارثانِ انبیاؑ	93
212	عیدالاضحیٰ حضرتِ ہاجرہؑ اور حضرتِ ابراہیمؑ کے عرس کا دن	94
214	عیدالاضحیٰ	95
216	قربانی تماشہ نہیں ہے! عاشق ہے عاشق	96
218	ماؤں کے دُلارے	97
219	دینِ حنیف کی جہانگیری	98
220	حج اور عمرہ ایک چیک پوسٹ	99
223	مقامِ کعبہ	100
225	فرمانِ مصطفیٰ ﷺ	101
227	یہ آگ اور خون کے دریا	102
2	**دنیانامہ**	**03**
231	علمِ غذا، علمِ لباس، علمِ صحبت	104

سیریل نمبر	کلام	صفحہ
105	فقر کی بے لاگ فقہ اور پُرسوز شریعت	233
106	معراجِ آدمی	235
107	معراجِ آدمی (حصہ اوّل)	237
108	معراجِ آدمی (حصہ دوم)	239
109	محمد ﷺ کے دو مقام	241
110	یہ چار عجائباتِ محبت	243
111	تیرا مقام	246
112	دل کے جھولے میں	247
113	عقیدہ اور عقیدت (حصہ اوّل)	248
114	عقیدہ اور عقیدت (حصہ دوم)	249
115	خالی آستانے اور بے مقصد سکول	254
116	بحوالہ محبت بحوالہ خلافت	255
117	مُلاں جنت کے جاسوس	257
118	کارِ فقیر کارِ خدا	259
119	مالی چلے گئے	260
120	نمازوں میں منشائے خداوندی	261
121	آہ سب ہوس کی عبادتیں	263
2	**قطعات**	**5**
123	دو قطعات	267
124	انسان اور زیارت ہی زیارت	268
125	مرشد ﷺ اور خدا عصیاں کاروں میں	269
126	سفر دنیا اور قطعہ	270

پیش لفظ

☆☆

محمدؐ کو وہ راتوں رات نوری
سوتے لے گئے اغوا کر کے

مگر شفقتِ محمدؐ رب کو اپنے
لے آئے جاگتے اغوا کر کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب 'خدا کا اغوا' کے خالق

بابا حضور حضرت ڈاکٹر منظور شفقت فاضلی صاحب کے لیے

بابا جی شفقت فاضلی صاحب کے بارے میں لکھتے ہوئے میری کیفیت اُس بچے کی طرح ہے جسے سکول جاتے ہوئے راستے میں رنگ برنگے نوٹوں سے بھرا ہوا بٹوا مِل جائے اور اسے نوٹوں کے خدوخال کا علم ہو نہ ان کے کونوں پر کشیدہ ھندسوں کی پہچان --لیکن -- وہ جلدی سے ان خواب گر نوٹوں کو اپنے بستہ میں سیاہی، شاپنر اور نیم تراشیدہ کچی پنسل والے خانے میں محفوظ کر لیتا ہے --پھر --اُس کے تخیل میں سَت رنگے کھلونے تو کبھی بابا دارا کی دوکان کی ساری ٹافیاں، گذشتہ عید پر بابا نے اُس کے ہاتھ سے پکڑ کر واپس دوکان میں رکھے جوتے تو کبھی بڑے بازار کی سب سے بڑی دوکان کے باہر والے شیشے میں آویزاں اُس کے قد سے بھی بڑا اصلی لکڑی سے بنا ہوا بَلّا، اُس سے باتیں کرتا ہے۔

بابا جی شفقت فاضلی بھی میری زندگی کے بوسیدہ بستے میں خواہشوں کی سیاہی کی دوات، تلخ تجربوں کے شارپنر اور خوابوں کی نیم تراشیدہ کچی پنسل والے خانے میں راستے میں ملنے والا محبت سے بھرے نوٹوں والا بٹوا ہیں --- نوٹوں کے رنگ اور کونوں میں کشیدہ ہندسوں کا نہ مجھے اِدراک ہے، اور نہ جاننے کی آرزو۔!!

میرے لیے اِتنا ہی کافی ہے، کہ میرا بستہ معتبر ہو گیا ہے!!

بابا جی سے میری ملاقات ایسے ہی ہوئی تھی --سرِراہ-- بُلھے شاہ کی نگری قصور میں -- وہ شہر جس نے مجھے اَمی سرداراں کے ہجر کے بعد پیٹ پر ٹانگیں رکھ کر سلایا اور لوریاں دِیں--!

آج بھی دُعا لکھتے ہوئے ہاتھوں میں عصا، تصوف کی خوشبو سے لبالب سادہ لباس اور محبت کے

نوٹوں سے بھرا ہوا بٹوا میری زندگی کے بستے میں موجود ہے--!!

بابا جی کی شاعری 'بالِ عزازیل'، 'بانگِ ورا'، 'لیلیٰ ازل'، 'دیدارِ لیلیٰ' یا نثر 'تصوف کی دنیا -محبت کی دنیا' سلسلہ فاضلیہ کا فیض ہے---میں نے فنا فی اللہ کا حوالہ کئی کتابوں میں پڑھا اور سوانح عمریوں کو لکھا دیکھا لیکن فنا فی اللہ اور فنا فی العشق کا عملی نمونہ بہت کم لوگوں میں دیکھا، جن میں ایک بابا جی شفقت فاضلی صاحب بھی ہیں۔

بابا جی کی تحریریں تصوف کی-- ہمدرد گائیڈ-- ہیں، لیکن جو لوگ تصوف کی تفسیر پڑھنا چاہتے ہیں انہیں چاہئے کہ کم از کم ایک مرتبہ اپنے تمام تر سوالات کی گٹھڑیوں سمیت ضرور ملیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اختلاف تو کر سکتے ہیں، لیکن پھر ساری عمر اُن کی محبت کے حصار سے باہر نہیں نکل سکتے۔ بابا جی کی باتیں چھا مار کر بیٹھ جاتی ہیں۔آپ واپس گھر بھی آ جاتے ہیں، دفتر بھی، لیکن چھا ختم نہیں ہوتا--!!--بابا جی کو جس حد تک میں جان سکا ہوں اور پڑھ سکا ہوں وہ باہر سے کچی پکی کا قاعدہ ہیں، لیکن جیسے ہی آپ اُن کی صحبت کی دری پر حروف تہجی سیکھنا شروع کرتے ہیں، وہ ایکدم یونیورسٹی کا نصاب بن جاتے ہیں--لیکن--اِس عمل گری میں خوش قسمتی یہ رہتی ہے کہ بابا جی آپ کو پُورنے بھی ڈال ڈال کر دیتے رہتے ہیں اور پھر امتحان بھی نہیں لیتے--!!

میں کئی دفعہ یہ سوچتا ہوں کہ بابا جی شفقت فاضلی صاحب اِس دور کے لیے نہیں ہیں--یا پھر--شاید یہ دور اِن کے لیے نہیں ہے۔

تصوف کو آسان کر کے سمجھانے، محبت و عشق کی خوشبو پھیلانے اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو عام کرنے والے بابا جی فاضلی صاحب نثر کی کتاب میں الجبرے کا سوال ہیں--لیکن--میرے جیسے بندوں کے لیے بس اِتنا ہی کافی ہے کہ بٹوا اُن کے بستہ میں ہے--!!

محمد اقبال خان منج

وزیٹنگ پروفیسر پنجاب یونیورسٹی

کالم نگار--کوشش--

روزنامہ ''نئی بات'' لاہور

کتاب کے شاعر علامہ شفقتؔ فاضلی

محمد انور قمرؔ شرقپوری

محفل میں اپنی ذات نہ عادت کو دیکھئے
اہل نظر کی بات کی حکمت کو دیکھئے

اک منفرد سی ذات کی قربت ملی ہے آج
عزت مآب فاضلی شفقتؔ کو دیکھئے

علامہ شفقتؔ فاضلی واقف ہیں شعر سے
مسند نشین ہیں وہی صورت کو دیکھئے

وہ ہیں سادگی پسند انہیں سادگی عزیز
ان کا سراپا سادہ طبیعت کو دیکھئے

وہ پُروقار شخصیت وہ محترم بھی ہیں
اِس مردِ پُروقار کی عزت کو دیکھئے

کاندھے پہ اِس کے ہاتھ ہے مردِ جلیل کا
دامن میں علم و دین کی دولت کو دیکھئے

شیشے کی طرح صاف ہے اس کا دل و دماغ
جلوت کو دیکھ لیجئے خلوت کو دیکھئے

دامن میں خُلق مہر و محبت خلوص ہے
بڑھ بڑھ کے آگے شفقت کی عظمت کو دیکھئے

اِک تازگی ہوائے گلستاں میں آ گئی
گلشن کے پھول پھول کی رنگت کو دیکھئے

وہ جانتے ہیں شعر کے فن کی رموز کو
اِن کی بیاضِ شعر کی نُدرت کو دیکھئے

لکھتے ہیں ڈوب ڈوب کے فکر و خیال میں
شہزادۂ خیال کی خلعت کو دیکھئے

ہر اِک قدم پہ ہے عیاں نیرنگیٔ خیال
کیف و سرور اور کیفیت کو دیکھئے

وہ رنگ و روپ لُوٹتے ہیں بزمِ شعر کا
موقعہ ہے ان کی شعری لطافت کو دیکھئے

لوگوں کے سیم و زر سے گراں اِن کی شاعری
ہر زاویے سے اِن کی امارت کو دیکھئے

بحروں سے آشنا ہیں قلم کی روانیاں
پابندیٔ عروض کی وسعت کو دیکھئے

میزان کے جہاں سے ہیں تصدیق ہو گئے
تقطیع کر کے شعر کی صحت کو دیکھئے

دن رات گامزن رہے وہ اس سفر میں ہیں
کہتے ہیں آج ان کی سیاحت کو دیکھئے

'بالِ عزازیل' کا پشتارہ کاندھے پر
لائے ہیں لاد لاد کر محنت کو دیکھئے

مشہور ہو گئے ہیں شہرت ملی انہیں
'بالِ عزازیل' کی شہرت کو دیکھئے

اقبالؒ کی زمین میں مشق سخن ہوئی
پھر کر جو کشفِ شعر کی فلاحت کو دیکھئے

ابلیس کا کردار ہے عنوان بن گیا
اشعار کی زباں میں خطابت کو دیکھئے

کہتے ہیں جا کے نعت بھی روزہ رسولؐ پر
شفقتؔ کے ایسے رنگ نفاست کو دیکھئے

جُھک جُھک کے وہ گئے محبوب کی گلی
غزلوں کو پیش کرنے کی حالت کو دیکھئے

لکھی رباعی ان نے مسدس لکھی بھی ہے
کچھ فرد بھی مخمس کی صنعت کو دیکھئے

اب تک نہ کسبِ شعر سے میں آشنا ہوا
کہتے قمرؔ ہیں لوگ اجازت کو دیکھئے

انتساب

تصوف کے آئینے میں

خدائے حُسن کے اُن جیالوں کے نام، جو خدا کی جستجو میں نکلے اور خون خون ہو گئے۔ جن کو نہ زمین والے جانتے ہیں نہ آسمان والے۔ پیارے یاد رکھ! یہ فقط اللہ کو جانتے ہیں اور اللہ اِن کو جانتا ہے۔

خداوندِ قدوس اور رابعہ بصریؒ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نہیں کوئی لائق محبت کے مگر اللہ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے عاشق

اور رسول ہیں

عشقِ خداوندی کے آئینے میں

اغوا کی وارداتیں

پیارے یاد رکھ اللہ کے اغوا میں نبیؐ کے پیچھے اصحابِ صُفہؓ کا ہاتھ تھا جبکہ
نبیؐ کے اغوا میں صرف اللہ ہی تھا

واقعہ اغوا نبیؐ کا شہرِ مکہ میں ہوا
لکھا اللہ نے یہ قرآں میں سفر اسرار کا

واقعہ اللہ کے اغوا کا مدینہ میں ہوا
اب کہ گھیرے میں تھا صُفہؓ کے وہ محرم پار کا

بولے حضرتؐ عرش پر اب آنا جانا چھوڑیئے
چُھپ کے دلبر سے یوں ملنا عشق ہے بیکار کا

ہے مزا لے آئیں اغوا کر کے اپنے یار کو
چل رہا ہے قاعدہ اب یہ پیار میں سنسار کا

آپ تنہا ہی نہ گائیں گیت اُس دلدار کے
آپ کے سنگ ہم بھی گائیں گیت اُس منٹھار کا

اِس پہ حضرتؐ چل دیئے مُسکا کے پھر سوئے حرم
جبکہ وہ بھی اُس جگہ تنہا تھا اور بیزار تھا

آنکھ ملتے ہی محمدؐ سے وہ آیا بام پر
لاگے اغوا ہونے کو وہ پہلے ہی تیار تھا

دیکھا حضرتؐ نے کہ نازاں بام پر ہے بیقرار
اور آنکھوں آنکھوں میں وہ مائل تکرار تھا

کیوں محمدؐ دیر کر دی اغوا کرنے میں مجھے
کیا تجھے معلوم نہ تھا میں تیرا بیمار تھا

اِس پہ حضرتؐ نے کہا تنہا نہ تُو بیمار تھا
حال دیکھیں عشق میں ہے کیا تیرے سنسار کا

میں اِکٹھے کر رہا تھا عاشقوں کے سر وہاں
کیا خبر تھی لا اِلـــــــہ میں زہر ہے تلوار کا

جب پڑی جس پر پڑی ٹانکا گیا وہ سانگ پر
پھر ٹکا تو سانگ پر تیرا ہی وہ دیدار تھا

دیکھا شفقتؔ تو خدا نے بھی خودی میں جھوم کر
کر دیا عُشاق کی جانب وہ تِل رخسار کا

(حصہ اول)

مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا اغوا

بحوالہ نبوت برائے معراج

مصطفیٰؐ کے اغوا میں خدا کا ہاتھ

آفاقی اغواؤں کی وارداتیں

کرو جب یاد دنیا کے کنارے
جہاں بیٹھے تھے تنہائی کے مارے
نہ جانے کیا خدا کے دِل کو سُوجھی
کہا جبریلؑ سے آ پاس پیارے

وہ دیکھو اَب محمدؐ سو رہے ہیں
کرو تم اُن کو اغوا بن اشارے

دکھاؤ اُن کو میری شان و شوکت
مناظر دل کشا رنگیں نظارے

کہو یہ سب کے سب تیرے لئے ہیں
اگر اِک بار کہہ دو ہم تمہارے

کہا اِس پر محمدؐ نے خدا سے
نہیں لالچ میں آتے دل ہمارے

کسی کو سوتے میں اغوا کرانا
ہیں کیا یہ عاشقی کے گُر تمہارے

اگر فن عاشقی کا سیکھنا ہے
تو آ بیٹھو کبھی ہم میں دلارے

ہمیں تو عشق نے اتنا بتایا
ہیں عالم میں نظارے ہی نظارے

ہوا مشہور یہ اغوا ہمارا
کہ سوتے لے گئے نوری تمہارے

کیا اعلان میں نے بھی وہاں اب
اڑا دو نوریوں کے گُردوارے

تمہیں اَب جاگتے میں دیکھ لینا
اٹھا لے جائیں گے خاکی ہمارے

بڑی فرقت میں جاگے راتیں کاٹیں
لگیں اب کشتیاں اپنی کنارے

فرشتوں کو نہ اب کے بیچ لانا
یہ مسئلے ہیں ہمارے اور تمہارے

انہیں تو آتا ہے جنگ میں اُترنا
وہ کیا سمجھیں کوئی سر کیوں اُتارے

(حصہ دوم)

خدا کا اغوا

بحوالہ فقر برائے عشق

خدا کے اغوا میں مصطفیؐ کا ہاتھ

خاکیوں کا نوریوں پر حملہ! زبردست کون، نوری یا خاکی؟

عاشقی میں سر پھرے جب خاک کے
فاصلے تب مِٹ گئے افلاک کے
نوری ناری ہاتھ ملتے رہ گئے
خاکی آئے اور خدا کو لے گئے

پھر نقارہ بج گیا افلاک پر
اب کہ ہم نوری نہ دیکھیں خاک پر

دل کیا گفتار کیا اخلاق کیا
نوریوں کا خاک پر اِطلاق کیا

خدا کے اغوا پر خاکیوں کا نعرہ

☆

جب محمدؐ ہیں ہمارے خاک کے
کیوں اُٹھائیں ناز پھر افلاک کے

لے چلے ہیں ہم خدا لولاک کا
چاہیں جو افلاک کر لیں خاک کا

آنکھ میں اس کی وہ کاجل نہ رہا
عاشقی کرنے کے قابل نہ رہا

بھر دیا اِس میں تکبر طُور نے
کر دیا بے ذوق اِس کو نور نے

خاک اِس کو نام دے گی یار کا
جلوہ اپنے دیکھے گا رخسار کا

سانگ پر چلنا سکھائیں گے اِسے
جیسے بھی مانا منائیں گے اِسے

جلتا کربل بھی دکھائیں گے اِسے
یہ ہیں سب تیرے بتائیں گے اِسے

عشق میں شفقتؔ سجائیں گے اِسے
خاکی ہیں خاکی بنائیں گے اِسے

معجزہ

سورج کو موڑ دے کہ یا پتھر کو زر کرے
ہے معجزہ وہی کہ جو دل پر اثر کرے

معراج کو کبھی گیا جنت کی سیر کی
ماضی میں ایسے کھیل یہ کرتا بشرؐ پھرے

کب لا سکے زمین پر اللہ کو آدمی
ایسا تو معجزہ کوئی قاتل نظر کرے

شفقت نبیؐ کی آنکھ ہو کافر کو کب نصیب
دوزخ نشین کس طرح جنت میں گھر کرے

مولانا جلال الدین رومیؒ اور بُلھے شاہؒ کے ساتھ ساتھ

میں کون ہوں؟

میں کون ہوں ، میں کون تھا ، کہاں تھا ، میں کیا تھا
احساسوں کا احساس تھا یا اس سے ورا تھا
سانسوں کی مہک تھا کہ یا ہونٹوں کی صبا تھا
یا من کے کسی جھولے کی مہمیز ہوا تھا
میں پہلے ہی سوچوں میں تھا یا سوچا گیا تھا
یہ راز کہ اب تک نہ کھلا ہے نہ کھلا تھا
ابھی عشق و محبت نہ کہیں نغمہ سرئی تھا
ہاں کوئی مگر تھا جو میرے پیچھے لگا تھا

دن ہوتا تو کرتا تھا وہ تخلیق جہاں کی
راتوں کو میری رہتا وہ تصویر بناتا
آنکھوں کو کبھی میری وہ کاجل سے سجاتا
زلفوں کو کبھی چُھو کے ہواؤں میں لہراتا
تکتا تھا کبھی مجھ کو کبھی آنکھیں چُراتا
لگ جاتا کبھی آنکھوں سے پھر آنکھوں کا پیچا
نوری تھے کہ بیخود تھے پڑے راہوں میں اُس کی
وہ تھا کہ مجھے تکتا تھا اور تکتے ہی جاتا
جس روز کہ تقریب تھی تصویر کی میری
اِک نور کا وہ شہر تھا جو آگے جھکا تھا
لہرا کے خدا بولا اِدھر آؤ فرشتو
کیا موقع تھا معشوق کے ہاں عشق کھڑا تھا
فرمایا مجھے دیکھو یہ تصویر بھی دیکھو
رکھا ہے فرق میں نے کوئی اِس میں ذرا سا

اِس پر یوں فرشتوں نے کہا صاف خدا سے
لگتا ہے کہ دھرتی پہ ہے جانے کا ارادہ

عاشق کہ بھلی یار کی تصویریں اُتارے
رہ جائے کہیں پھر بھی فرق اَرض و سماء کا

کبھی زلف کے کنڈل کا کڑا بن نہیں پاتا
کبھی تِل کہ جو قاتل ہے وہ پکڑا نہیں جاتا

وہ یار کہ معنوں میں کوئی یار نہیں ہے
باندھیں جو تصور تو وہ آ جائے سراپا

تصویرِ محبت ہے یہ حیرانی کا پیکر
اعجازِ حُسن ہے یہ خداؤں کے خدا کا

تھا میں بھی کھڑا پاس ہی تصویر کے اُس کی
اور سامنے بے پردہ تھا وہ حُسن کا دریا

میں نے بھی کہا جھوم کے برجستہ خدا سے
تو لاکھ جتن کر لے بناتا جا بنا جا

میں کون ہوں تو کون ہے سمجھا نہیں سکتا
جو حال ترے دل کا ہے فلما نہیں سکتا

پھر لے گیا مجھ کو وہ کہیں جانبِ صحرا
اور گویا ہوا مجھ سے وہ پھر داورِ یکتا

شفقت کہ تُو اَسرار ہے اربابِ وفا کا
بے جسم کہیں اور کہیں جسم خدا کا

حال اور عدم میں

میرے اور خداوندِ قدوس کے معمولات

حال

خدا کو عرش کی مینا میں ڈالا ڈاٹ لیا
محمدؐ نام لیا ، چوم لیا چاٹ لیا
قرآں کو اپنے مسالک میں ہم نے بانٹ لیا
جو مال اچھا تھا اِس میں وہ ہم نے چھانٹ لیا

عرض ہے غرض پہ اَپنا بیوپار چلتا ہے
کسی سے نقد کسی سے اُدھار چلتا ہے

بھلا ہو مُلاں کا جس نے یہ انتخاب کیا
خدا کے بندوں کو حُوروں سے بے حجاب کیا
یہ من کا پاپی تھا پاپی نے من خراب کیا
خدا نے کس لئے بھیجا تھا لاجواب کیا

ہوئیں وہ خواب خداوند سے جلوتیں اپنی
وہ جلوہ گاہِ محبت کی خلوتیں اپنی

☆-☆-☆

عدم

اُسی سے عرش پہ مجھ کو غرور رہتا تھا
کیا عاشقی کا نشہ تھا سرور رہتا تھا
میں اُس کا عشق تھا اُس کے حضور رہتا تھا
وہ میرا حُسن تھا مجھ میں وہ نور رہتا تھا

مچلتے تھے تو کبھی من میں ڈوب جاتے تھے
بٹھا کے سامنے تصویریں ہم بناتے تھے

خدا کو میرے سوا اور کچھ نہ دِکھتا تھا
مجھے بھی اُس کا سدا حُسن گھیرے رہتا تھا
کبھی تو بیٹھے بٹھائے وہ روٹھ جاتا تھا
رلا کے مجھ کو وہ پھر آپ ہی مناتا تھا

اسی ہی آنکھ مچولی میں پکڑے جاتے تھے
پکڑے جاتے تھے ایسے کہ جکڑے جاتے تھے

اُسی سے شعر و سخن کا خمار رہتا تھا
قلم تھا میرا مگر اس پہ ہاتھ اُس کا تھا
وہ ہاتھ ، ہاتھ کو میرے دبا کے رکھتا تھا
یوں بات ہاتھ سے کرنے کا بھی سلیقہ تھا

جو ہوتا شعر کبھی اُس کے حسن زیبا کا
وہ کہتا مار لیا تونے معرکہ دل کا

کہا کہ شعر جو من میں ترے اُترتا ہے
کبھی ملاحظہ کیا ہے کہاں سے آتا ہے
کہاں چراغ ہے اس کا کہاں یہ جلتا ہے
کہاں یہ حسن ہے جس کا نقاب اٹھتا ہے

یہ تیر کس کا ہے کس کی نگاہ سے چلتا ہے
نشانہ باز کہاں ہے نشانہ کس کا ہے

خدا ہے وہ کہ جو دل کی کتاب لکھتا ہے
یہ مصطفیؐ ہے کہ ہر سُو شباب جس کا ہے
علیؑ کے صحن میں جو بھی گلاب کِھلتا ہے
حسینؑ بن کے وہ خوں کی شراب پیتا ہے

یہ میکدہ ہے یہاں دل نشین بیٹھے ہیں
اُٹھا کے سانگ پہ سر کو حسین بیٹھے ہیں

یہ بولیں آ جا، تو آ جا اے مہ جبیں آ جا
ٹکاتا قدم سروں پر اے نازنیں آ جا
اٹھاتا ان کو صبا پر یوں آفریں آ جا
یہ سانسیں دیکھ کے تجھ کو ہوں واپسیں آ جا

یہ تیری چند شناسا سی گردنیں ہم نے
حُسن کی آرتی لینے کو ٹانک دیں ہم نے

وہ ناز آیا تو دل اُس کا نہ سنبھلتا تھا
سروں سے پیر وہ اپنے ہٹا کے رکھتا تھا
وہ رستہ لینے کو سر جو اُٹھا کے تکتا تھا
جو آنکھیں کھلتیں تو اُن میں اسی کا چہرہ تھا

وہ بولا دعوتیں شفقت یہ سینچ دِیں کیسے
عرش پہ بیٹھے کی تصویریں کھینچ لِیں کیسے

اول تو آ کے کیے مست عاشقانِ حُسن
رلائے ہونٹوں کی مسکاں نے قدسیانِ چمن
پھنسائے زلفوں نے لہرا کے آسمانِ کہن
کوئی بچا نہ سکا جان نوریانِ بدن

فلک کو کہتی تھی آشفتہ زندگی کوئی
کہ آیا خاک سے بن ٹھن کے آدمی کوئی

وہ کھڑکی بھر ترا چہرہ وہ جلوہ آرائی
جو عرش کے کسی کونے میں تو نے بنوائی
یہ عاشقی یہ تمنا یہ ذوقِ بینائی
اُسی میں جھانک کے تصویریں تیری لے آئی

جو حال دل کا ہے تیرا سو وہ بھی دِکھتا ہے
جسے یہ شاعر ہمارا چُھپا کے لکھتا ہے

یہ شاعر عشق میں جب تیرے ڈوب جاتا ہے
نقاب بڑھ کے تیرے رخ سے تب اُٹھاتا ہے
یہ تیری زلف کے نغمے یاں جب سُناتا ہے
لگے ہے ہم میں خدا آ کے بیٹھ جاتا ہے

اسی ہی سخنِ بہاراں میں وصل ہوتا ہے
اسی میں لاکھ جوانوں کا قتل ہوتا ہے

جواں وہ ایسے کہ جن پر سبب ٹھہر جائے
جہانِ مہر و محن کا کسب اُدھڑ جائے
نگاہ جھکائیں تو یہ سب کا سب بکھر جائے
نگاہ اُٹھائیں تو دھرتی پہ رب اُتر آئے

یہ کھیل اِن کے ہی دم سے جہاں کے چلتے ہیں
چراغ لے کے بھی ڈھونڈیں کہاں یہ ملتے ہیں

عشق یہ کہ خیمہ زمیں پہ جلتا تھا
حسن یہ کہ دھواں آسماں سے اٹھتا تھا
یہ راستہ تھا کبھی جو وہاں جا ملتا تھا
وہاں سے کوئی جو دھیرے سے آتا جاتا تھا

اَزل سے ایسی ہی دیکھی ہیں یاریاں اِن کی
دلوں میں سب کے لگی ہیں بیماریاں اِن کی

کبھی یہ سوچا ہے تونے کہاں وہ صحرا تھے
کہاں وہ کشتیاں تیریں کہاں وہ دریا تھے
کہاں وہ ٹیلوں پہ لکھے تھے نقش لیلیٰ کے
کہاں وہ وجد میں رقصاں تھے جام صہبا کے

وہ کیسی باتیں تھیں شفقتیں وہ کیسی راہیں تھیں
کہ اُس کی بانہوں میں رہتی ہماری بانہیں تھیں

کروں وہ ذکر اَزل کا جہاں سے چھوڑا تھا
وہ قصہ جام و سبو کا وہ رقص مینا کا
وہ چشمہ حوض وہ دریا وہ حسن صحرا کا
وہ اَبر نور کا ہم پر جو چھایا رہتا تھا

فقط ہمی تھے وہاں اور نہ کوئی تیجا تھا
یہی کمالِ تصوف کا ایک لمحہ تھا

کبھی تو دورِ مئے ناب یوں بھی چلتا تھا
کبھی میں اُس کو کبھی مجھ کو وہ پکڑتا تھا
کبھی میں جھوم کے جب زیرِ بام گرتا تھا
وہ بیخودی میں میرے ہونٹ چھو کے کہتا تھا

شراب چیز ہی ایسی ہے ہونٹ پھٹ جائیں
یہی خرابی ہے اِس میں حجاب اُٹھ جائیں

مجاز میں بھی چھپا ہر خیال اُس کا ہے
جو تُو نہیں تو یہ سارا جمال اس کا ہے
اِسی پہ عشق نے نامہ کمال لکھا ہے
کہ رب نے خاک میں اپنا دھمال رکھا ہے

یہ سُوبسُو ہے جو بکھری ہے داستاں اُسکی
جو چل رہی ہے ہواؤں پہ ہے زباں اُسکی

عدم میں دم نہ تھا چلتا کسی بھی فرقت کا
نہیں تھا کوئی بھی پردہ نظر پہ حیرت کا
نہ کوئی خلوت تھی نہ تھا تقاضہ جلوت کا
تقاضہ تھا تو فقط میری اِک محبت کا

میں تھا کہ اُس کی اداؤں پہ لہلہاتا تھا
وہ تھا کہ مجھ کو ستاتا تھا مسکراتا تھا

وہی جمال ہے اب بھی مگر نادیدہ ہے
وہی وصال ہے اب بھی مگر پوشیدہ ہے
وہی وہ پیڑوں کی چھائیں ہیں اور جھولا ہے
وہی کہ اب بھی محبت ہماری زندہ ہے

وہی درختوں پہ اپنے دو نام لکھے ہیں
جھکی نگاہوں کے شفقت سلام لکھے ہیں

منصورؒ اور خدا

صدائے انا الحق کی سزا منصورؒ کو ملی یا خدا کو؟

آہوں میں اثر دیکھ نگاہوں میں سحر دیکھ
ملتے ہیں یہاں کیسے خدا اور بشر دیکھ

افلاک سے اِس طرح خدا دھرتی پہ آئے
کچھ دیر اِدھر دیکھ ، کچھ دیر اُدھر دیکھ

یہ عشق ہے اے جان ہے یہ اِس کا طریقہ
پڑ جائے نہ اِس راز پہ غیروں کی نظر دیکھ

پھر دیکھیں جہاں والے یہاں عشق تماشہ
دِل چاک ہوا کس کا کٹا کِس کا ہے سر دیکھ

شفقت جو اُڑی خاک تو ہاتف نے صدا دی
منصورؒ تو بچ نکلا ، مگر میرا حشر دیکھ

فرمانِ رومیؒ

اگر تُو خدا کا ہم نشیں بننا چاہتا ہے تو اہل تصوف کا ہم نشیں بن جا

اگر چاہے تُو حق کی ہم نشینی
تو بن جا ہم نشیں اہل تصوف

تصوف بندے کو حق سے ملا دے
تصوف عاشقوں کا دین و مصحف

یہ لے جائے ہے اس صحرا میں تم کو
جہاں پر ہے فقط نام محبت

تکو گے فقر کو اڑتا ہوا میں
ملے گی دار پر ٹانکی نبوت

وہاں نہ تسبیح و تقریرِ ملاں
وہاں دل چاہیے ہو جس میں ہمت
وہاں شفقتؔ وہی دلہن بنے گی
جسے دے گا خدا دل کی حکومت

خدا اور اہل وفا

شفقتؔ وہ بناں عشق کے پکڑا نہ گیا تھا
اب دیکھیں کہاں جاتا ہے دل چھین کے چالاک

جچتے ہیں کہاں خاک کی آنکھوں میں یہ لولاک
بیٹھا ہے خدا جب کہ یہاں چھوڑ کے افلاک

بعضوں نے تو راہوں میں بچھا رکھی ہیں آنکھیں
بعضوں نے کیے جھوم کے دل چاک جگر چاک

اَلقصہ خداوند کو یہاں اہل وفا نے
آفاقی قبا چھین کے پہنا دی اِسے خاک

آنکھ کے بارے میں

اِنتباہِ خداوندی

تب تک نہ میرے حُسن کو تیری تکے گی آنکھ
جب تک نہ تیری آنکھ میں میری لگے گی آنکھ

روتے رہے جو آنکھ و دل غیروں کے عشق میں
نہ دل ہی وہ ملے مجھے نہ ہی ملے گی آنکھ

سنگ اِن کے دیکھ لو کہیں کونے میں جان کی
ٹانکی نہ ہو یہاں کہیں اِن میں کسی کی آنکھ

شفقتؔ جہاں میں جو مجھے ڈھونڈے پھرے تھی آنکھ
لاؤ اُسے وہ دو مجھے وہ ہی میری ہے آنکھ

خدائے یکتا

بندے کے دل کے پنجرے میں
تُو مجھ میں تو میں یکتا میں تجھ میں تو تُو یکتا

کسی کو دل دیا اُس نے کسی کا اُس نے دل چھینا
کسی کو خونی دریا سے اٹھا کر سانگ پر چوما
کبھی کاکل لہرا جاتا کبھی دل دل سے مل جاتا
کبھی ہنگامۂ بازار میں آنچل ڈھلک جاتا
رہیں چلتی برابر اس طرح اٹھکیلیاں اس کی
کسی کو مل گیا محمل کسی کو مل گئی لیلیٰ

کسی سے چھین کر لاٹھی دیا اپنا اُسے عصا
جا شاہوں پر تو شاہی کر جا دریاؤں کو کر خیرہ
نگاہوں نے جب اُس کی جگر کاٹا ابنِ مریمؑ کا
گریباں چاک کر کے خود وہ بیماروں میں آ بیٹھا
کہا تُو وہ مسیحا ہے کہ جب دیکھے مسیحؑ تجھ کو
اِدھر مارے مسیحائی اُدھر پھینکے یدِ بیضا
مگر اک واقعہ حیران کن نے کر دیا خیرہ
جسے چاہوں میں لکھنا بھی تو ویسا لکھ نہیں سکتا
ہوا یوں کہ محمدؐ کی جھکی آنکھوں کے پھندے میں
نہ جانے کس طرح وہ آ پھنسا چالاک و پھُرتیلا
بٹھا کر دل کے پنجرے میں شکاری نے شکار اپنا
چڑھا دی کنڈی اندر سے لگایا باہر سے تالا
تھما کر ہاتھ میں چابی میرے پھر بولا چپکے سے
پکڑنا ہو اگر شہباز تو پھندہ ہو آنکھوں کا
یہ جانی دل کی دنیا ہے یہاں آنکھیں کھلی رکھنا
ذرا سی آنکھ جھپکی تو گیا کُنڈا گیا تالا

کہا میں نے اَے جانِ جاں ہے آنکھوں میں کیا تیری
نہ کاجل کی سپاہ اس میں نہ خنجر نہ کوئی بھالا

زمین و آسماں کیا ہیں یہی مشہورِ عالم ہیں
یہ تو بس نیچی رہتی ہیں اِنہیں اُٹھنا نہیں آتا

تو پھر کیسے نگاہیں بے دھڑک یہ جا ملیں اُس سے
کہ اِن میں آج تک وہ مبتلا ہے حُسن کا دریا

سنا یہ تو کہا چل جا پرے ہٹ چھوڑ رہنے دے
کہ جب تو بھی پھنسے گا تو پتہ لگ جائیگا اِس کا

اُدھر دیکھا تو وہ شیریں سخن گویا ہوا مجھ سے
اِدھر آ جا مزا لوٹیں یہاں اپنی خدائی کا

یہی ہے عاشقی کہ بھید اِس کا کھل گیا جس پر
پریشاں ہو کے وہ میری طرح پھندے میں آ پھنسا

تُو کیوں مجھ کو جدا سمجھے تُو کیوں مجھ کو جُدا جانے
تُو مجھ میں ہے تو میں یکتا میں تجھ میں ہوں تو تُو یکتا

ہوا پھر اِیسے کہ یکدم کھلا پنجرہ مرے دل کا
اِدھر دِھیرے سے میں نکلا اُدھر دِھیرے سے وہ نکلا

سماں شفقتؔ محبت نے تھا پھر کچھ اس طرح باندھا
وہاں نہ میں ہی دِکھتا تھا وہاں نہ وہ ہی دِکھتا تھا

خدا کا اغوا

سورج کو موڑ دے کہ یا پتھر کو زر کرے
ہے معجزہ وہی کہ جو دل پر اثر کرے
معراج کو کبھی گیا جنت کی سیر کی
ماضی میں ایسے کھیل یہ کرتا بشرؐ پھرے
ہو جائیں ہیں کسی کے جب قبضے میں جان و دل
پھر کیا کوئی اگر کرے پھر کیا مگر کرے
کب لا سکے ہے خاک پر اللہ کو آدمی
ایسا تو معجزہ کوئی قاتل نظر کرے
شفقتؔ خدا جب آپ خود اغوا کی ضد کرے
اغوا نہ پھر کرے تو پھر اور کیا بشرؐ کرے

بندۂ خدا اور اُمتئ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عزت و عظمت کے آئینے میں

ہو کے بندہ تُو خدا کا جھانکتا جنت پھرے
ہو کے اُمتی مصطفیٰ کا مانگتا بخشش پھرے

کھو دی تُونے ہوس جنت میں خدا کی آبرو
اور بخشش میں محمدؐ کو تُو بے مایہ کرے

جبکہ اُمتی مصطفیٰ کا مصطفیٰ میں ڈوب کر
سر پہ بخشش کے یہ کل دامان کا سایہ کرے

اور بندۂ خدا شفقتِ خدا کے عشق میں
جنتوں کو تھیلیوں میں ڈال کر بانٹا پھرے

حور ٹکے کی چھوکری

حُور ٹکے کی چھوکری زن دھیلے کی مار
جنت بدلہ چاکری یہ بھی شے بیکار

یہ کاندھوں پر کاتبیں قبر حشر کی دھاڑ
یہ مسئلے اُس چور کے جو لوٹے سنسار

یہ تو ہیں چیک پوسٹیں ساجن کے بازار
جن کی خاطر بک گیا اللہ کا شاہکار

سادھو اِن پر سادھ لے دو دھاری تلوار
مرشد اِن سے چھین کر لے جائے اُس پار

اِن کے آگے چند قدم بیٹھا وہ منٹھار
جس کا مذہب عاشقی جس کا دین پیار

نہ وہاں کوئی پارسا نہ کوئی اوگنہار
وہاں سہاگن سو ہوئی جس کو چاہے یار
شفقتؔ وہ دلدار ہے دل کا کرے بیوپار
وہ تو وہ دل مانگے ہے جو تجھ کو دیا اُدھار

کُنڈی لگا دی

خدا کو خاک سے کس نے صدا دی
یہ چلمن کس نے کھڑکی سے ہٹا دی

نہیں تابِ نظارہ جب نظر میں
تو پھر کیوں حُسن کو میرے ہوا دی

رقیبوں کی رقابت بھی عجب ہے
خبر یہ شہر میں سارے پھیلا دی

محمدؐ نے خدا کو اپنے دل میں
بٹھا کر باہر سے کنڈی لگا دی

فرشتے تالا نہیں یہ کھول سکتے
عرش پر پھولوں کی چادر چڑھا دی

اِدھر سب سدردمندوں نے زمیں پر
محمدؐ کی مساعی کو دُعا دی
اُدھر شفقتؔ فرشتوں نے عرش پر
شمعِ طولِ شبِ ہجراں جلا دی

توریت، زبور اور بائبل کے آئینے میں

حضرت عیسیٰؑ اپنے دور میں عشقِ خداوندی کی جولانیوں پر

توراۂت سے چلا زبور تک پھر دارِ بائبل تک
تو گویا حُسن خود عشاق کو لے آیا مقتل تک

ابھی تو راستے میں اور بھی مقتل وہ حائل ہیں
کہ جن کو مرد کوئی طے کرے اور پہنچے حاصل تک

یہاں تک تو خدا افلاک سے دیکھے تھا بندوں کو
کہ کوئی کس طرح پہنچیں میرے مردانِ کامل تک

یہی وہ دور تھا ساقی کے ہاں جب بھیڑ رہتی تھی
مگر پہنچا نہ تھا کوئی بھی اپنے من کے حاصل تک

لکھا اک واقعہ اِس میں خدا نے مردِ کامل کا
پچا جسکو اُٹھا کر لے گئی رخسار کے تِل تک

یہاں بیتابیٔ دل کا عجب بیتاب عالم تھا
کبھی رخسار تک جاتا کبھی جاتا تھا وہ تِل تک

تکا حق نے تو اپنے بام سے آواز دی اُس کو
تو اِن سے جاں بچا کے جس طرح بھی آجا ساحل تک

یہی ہے آخری چھاؤنی یہیں پکڑے گئے لاکھوں
یہیں کھو جاؤ گے تو پہنچو گے نہ میرے محمل تک

وہ دیکھو لاکھ ہا لاشے پڑے ہیں کاجل و تِل پر
اُٹھا کر لے نہ جائے کوئی اِن کو اِن کی منزل تک

وہ دل شفقت جہاں تُو نے میری تصویر ٹانکی تھی
وہ یادیں دیکھنے کو آ چلیں ہم دونوں اُس دل تک

قرآن

دو دلوں کے پیار کی داستان

قرآن حیاتِ خداوندی کا سفرنامہ

حاشیہ پر حادثہء عشقِ خداوندی کی ایک خفیہ دستاویز

تصوف کے آئینے میں

قرآں اِک سفر نامہ ہے خدا کی زندگانی کا
خدا کے حُسنِ زیبا کا محبت کی کہانی کا

کہاں کس سے ملی آنکھیں کہاں کس سے ہوئی باتیں
کہاں کس کو تسلی دی کہاں گرتے کو سنبھالا

کہاں کس نے اُتاری آرتی پھولوں بھرے گھر کی
دکھایا جھاڑ کر دامن کہ بچہ تک نہیں چھوڑا

لکھا اِک حادثہ حقّ نے سفر نامے کے کونے پر
ہزاروں حادثے دیکھے نہ ایسا حادثہ دیکھا

کسی کی نیم آنکھوں نے کری کچھ واردات ایسی
نگاہوں کا ملانا تھا کہ دل میرا گیا پکڑا

اُتارا اُس نے مُسکا کر مجھے یوں دل کے آئینے میں
کہا یہ جا ہے وہ جس جا سے تو اب جا نہیں سکتا

اُسی دن سے خدا ہو کر میں شفقتؔ سوچوں ہوں اکثر
جو کر جائے ہے بندہ وہ خدا بھی کر نہیں سکتا

عشق نامہ

احترامِ عاشقاں

حضرت رابعہ بصریؒ اور خانہ کعبہ

بھٹکے نہ مندروں میں مہادِیر و کرشنا
جاتے ہیں مسجدوں میں کہاں من کے بادشاہ

مندر میں جھومتے کوئی کعبے میں گھومتے
عاشق کھڑے ہیں یار کے قدموں کو چومتے

رابعہؒ چلی سلوک میں ایسے خدا کے ساتھ
جیسے چلے بہار میں ساجن ملا کے ہاتھ

پوچھا ادھمؒ نے کیا ہوا بدلا گیا جہاں
کعبہ جو سجدہ گاہ تھا دِکھتا نہیں یہاں

آیا ہوں جذبِ شوق میں دیکھوں ہوں گھر تیرا
مَنت ہے مانی جھوم کر چوموں ہوں در تیرا

بولا خدا کہ اتنی بھی جلدی ہے کیا پڑی
دیکھو کہ میرے ملنے کو رابعہؒ ہے آ رہی

اترے ہیں آسماں سبھی رستے سنوارنے
کعبہ گیا ہے آرتی اُس کی اُتارنے

آنکھیں فراش ہیں کہ ہے درشن کی آرزو
بیٹھا ہے عشق سر لئے قاتل کے روبرو

جھولیں ہیں دل سنبھال کر عرشی زمین پر
دنیا کہ جاں نثار ہے اُس مہ جبین پر

بیٹھیں حرم کی چھاؤں میں کچھ ان سے بہلئے
ہم شامِ عاشقاں میں ہیں کچھ دیر ٹھہریئے

دل والے مل کے بیٹھے ہیں مہلت نہیں ابھی
غیروں سے بات کرنے کی فرصت نہیں ابھی

کچھ دیر التوا میں ہے سجدوں کا اِہتمام
شفقتؔ ہے فرضِ اولیں عاشق کا اِحترام

رابعہؒ کے گدھے کا جنت میں داخلہ

اور پھر واپسی

رابعہؒ کے عشق و سوز میں اک ایسا ساز تھا
وجداں تھا غزنوی جہاں رقصاں ایاز تھا
جتنا بھی ناز تھا اسے اللہ پہ ناز تھا
بندے کے سامنے وہ جب بندہ نواز تھا
مٹھی پہ شاہ کی خندہ زن بیٹھا جو باز تھا
لگتا تھا کہ وہ رابعہؒ کے من کا گداز تھا

کعبہ جہاں کہ نہ رہا اپنی حدود میں
گرتے ہوں دیکھ کر جنہیں عرشی سجود میں

تھا ذوق تو بس ذوق تھا اللہ کی عید کا
نام و نشاں تھا نہ کہیں کعبے کی دید کا

کچھ اتنا جاں فگار تھا مکے کا راستہ
جسکی نہ تاب لا سکا رابعہؒ کا وہ گدھا

بس اتنے سے سفر میں وہ بے رفتہ ہو گیا
آنکھیں ملائیں سو گیا جنت میں جا بسا

بولی گدھے کی موت پر اے جاں بہار کیا
ایسے کرو ہو بندوں سے تم اپنے پیار کیا

رسوا کیا غریب کو دنیا کے سامنے
دل چاہتا ہے کہ آؤں میں دامان تھامنے

میں ہوں کہ ہوں غریب میں تو اعلیٰ ذات ہے
دیدے مرا گدھا مجھے آپس کی بات ہے

ایسا نہیں تو یارؐ کی سنت کو آ نبھا
میرا بھی یہ سامان تُو کندھے پہ آ اُٹھا

دشمن کے اُس سامان کو رتبہ وہ کیا ملا
جس کے اٹھانے کو دیا کندھا حبیبؐ کا

میں تو تری کنیز ہوں اَے شاہ لامکاں
رکھو جہاں قدم مرا بوسہ وہاں وہاں

ایسا نہ کر سکو تو پھر پھینکوں گی میں کمند
ثابت کروں گی عاشقی اللہ کی ہے بلند

بولا خدا جب یہ سنا شُورا رمیز کا
لاؤ گدھا کہاں ہے وہ میری کنیز کا

دوزخ میں ہے تو جائے نہ جنت کی باڑ میں
جنت میں ہے تو جائے ہے جنت وہ بھاڑ میں

جلدی کرو وہ پیش ہو رابعہؒ کے سامنے
ورنہ چلی وہ آئیگی دامان تھامنے

میری طرف سے کہہ دو اے رابعہؒ تجھے سلام
بولے گدھا بھی رابعہؒ سے حاضر ہوں میں غلام

بعد از وفات رابعہؒ کا دیکھا گیا گدھا
لگتا تھا آج بھی ہے وہ جنت میں گھومتا

اوجھل کبھی ہوتا اسے بندے تھے بھالتے
فلکی اُسے کہ رات دن چارہ تھے ڈالتے

اک دن وہ ایسا گم ہوا دیکھا نہ پھر گیا
ایسا لگا کہ شہر ہی اِس غم میں مر گیا

صحبت میں وہ حیوان تھا اک پاکباز کی
جنت تھی چومتی جبیں اُس دل نواز کی

شفقت کہ جو جھوما کرے قدموں میں یار کے
اس کے لبوں کو چومیں ہیں لب لجالں بہار کے

دُعا درِ نازِ عاشقاں

ربّ ِمحبت

یا رب میری سوئی ہوئی تقدیر جگا دے
اِک روز محمدؐ کی تو تصویر دِکھا دے

دل کاٹے قیامت کا جگر چیرے حشر کا
چلتی ہے جو دل والوں پہ شمشیر دِکھا دے

طالب جو تیری دید کے نیزوں پہ گئے تھے
اُن حُسن کے جاں بازوں کی تنویر دِکھا دے

وہ عشق تیرا پیاسا تیرا جانی و دلبر
گھوڑے سے گِرا کیسے وہ شبیرؑ دِکھا دے

کیسے تھا لگا شامِ محبت کا وہ منظر
اور کیسے ہوئی عید بغل گیر دِکھا دے

شفقتؔ کہ میں جاؤنگا نہ بن دیکھے یہ ہرگز
ماریں جو تیری آنکھیں ہیں وہ تیر دِکھا دے

صدقے اُتارے دیکھے

دلوں میں عشق سمندر کے وہ دھارے دیکھے
مہکتی سانسیں تیری ہونٹ تمہارے دیکھے
وہ چاند رات وہ صحرا وہ نظارے دیکھے
وہ تیری آنکھیں وہ غمزے وہ اشارے دیکھے
وہ شہریار کی گلیاں وہ دُلارے دیکھے
اُن کو دیکھا جو تجھے جان سے پیارے دیکھے
عشق کہتا ہے عجب یار تمہارے دیکھے
وہ آرتی وہ تیرے صدقے اُتارے دیکھے

آج تو وجد میں جل جانے کو جی چاہتا ہے
آج تو اللہ پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے

سجدہ

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!
(علامہ اقبالؒ)

وہ سجدہ یہ ہے

جلوہ گاہِ ناز میں یوں عاجزی بندہ کرے
ایسا سجدہ کر کہ تجھ سے عاشقی اللہ کرے
(ڈاکٹر شفقتؔ فاضلی)

اقوالِ فاضلی

محبت خدا ہے خدا ہے محبت
یہی ہے ولائیت یہی ہے نبوت
نہ اُس میں بناوٹ نہ اِس میں ملاوٹ
گناہ میری عِلّت عفو اسکی عادت
ہو پُرسشِ عصیاں میں جتنی طوالت
ہو اُتنی خدائے حُسن کی زیارت
وہ پڑھتا رہے گا پلندے گناہ کے
ہم کرتے رہیں گے حُسن کی عبادت

کبھی ہنس کر وہ ہمیں دیکھ لے گا
کبھی ہم بھی ہونگے ذرا بے تکلف

اِسی خامشی میں اِسی شگفتگی میں
گذر جائیں گے لاکھوں روزِ قیامت

کھلے گی وہاں پھر گناہ کی حقیقت
گناہ ہی ہے شفقتؔ سبیلِ زیارت

آشناؤں کی خدا کے حضور شکائت

محبت خاک کو نہ راس آئی
کری آدم نے پھر سے بے وفائی

لیا تھا عہد جن سے بندگی کا
اُنہوں نے کر دیا دعویٰ خدائی

کہا حق نے نہ دیکھو مشرکوں کو
مری آنکھوں کی ٹھنڈک مُصطفائیؐ

اگر اک آنکھ مجھ کو دیکھ لیتے
خودی کیا چھوڑ دیتے یہ خدائی

کریں یہ لاکھ دعوے کبریا کے
کریں پھر بھی میرے در کی گدائی

عمامے جُبے قُبے کج کُلاہی
نہیں اِن کو ہماری آشنائی

وہ دیکھو سانگ پر ٹانکے ہوئے ہیں
سہیں جن کے نہ من میری جدائی

جنازہ

جنازہ گھومتا پھرتا گیا آخر وہاں اپنا
قبر کھودی جہاں نکلا وہ قاتل کا مکاں اپنا
میری میت کے ماتم میں میرا قاتل بھی شامل تھا
سرہانے بیٹھ کر بولا تُو ہی تھا راز داں اپنا
اگر تُو تنگ ہی تھا مجھ سے تو مجھ کو کہہ دیا ہوتا
ستانا چھوڑ دو مجھ کو سنبھالو یہ جہاں اپنا
تکا شفقت زمانوں نے کہ ہیں یہ عادتیں میری
اُٹھا کر سانگ پر سر کو دکھانا لامکاں اپنا

ہمہ از اوست بابِ تصوف

صورت اور محبت کے حوالے سے خدا اور انسان ایک جیسے ہیں

جب کہ عادات میں مختلف

جہاں میں جتنے انساں ہیں میرے ساجن کے مکھڑے ہیں
انہیں ایسے نہ دیکھو یہ خدا کے دل کے ٹکڑے ہیں

خدا نے عشق میں سینچا ہے اِن کو اپنی صورت پر
خداوند کے حُسن کا یہ پیراہن لے کے اُترے ہیں

یہ روشن جگمگاتی سجدہ گاہیں کعبہ و مندر
نشاں یہ اُن کے قدموں کے ہیں جو قدموں پہ بکھرے ہیں

وہ نازاں کیوں نہ نوکِ سانگ پر لہرائیں اِترائیں
جنہیں آغوش میں لینے خدا دھرتی پہ اترے ہیں

یہ زاہد تو چلے جائیں گے ٹاپ و ٹاپ جنت میں
مجھے بولیں گے آ صحرا چلیں کچھ باتیں کرتے ہیں

وہی باتیں کہ شفقتؔ جب کسی کو کچھ نہیں دِکھتا
کہ کب صدیاں گذرتی ہیں کہ کب ساون گذرتے ہیں

فقر کا سفر

مصطفیٰ ﷺ سے اویسؓ تک

نہ عرش کے دوش پر تھا نہ عرب کے ہوش میں
یہ نگینہ تھا تو تھا اک بندہ کمبل پوش میں

بعد اِن کے یہ گیا پھر شیر یزداںؑ کی طرف
کنبہ جس کا سانگ پر تھا اور خدا آغوش میں

دھیرے دھیرے اس نے پھر اویسؓ گھیرے میں لیا
جسکا کہ بحرِ طلاطم تھا دمِ پُرجوش میں

پیار میں اِس نے نہ جانے کیا خدا کو کہہ دیا
ویسا ہی کرتا گیا کہتا گیا جو گوش میں

قلم لیں اور لکھ دیں کہ میں نے یہ اُمت بخش دی
کون تم کو پوچھے گا کہ کیا کِیا ہے جوش میں

تُو خدا ہے اور خدا ہونے کا ہے دعویٰ تجھے
پھر یہ اِیں وآں ہیں شامل کیوں تمہارے ہوش میں

میں نہیں کہتا سفارش ہے تیرے محبوبؐ کی
ورنہ میں کیا اور کیا طاقت میرے اِس دوش میں

اِس صدا پر من میں نہ جانے خدا کے کیا ہوا
یا تھا کمبلؐ پوش اُس میں یا وہ کمبلؐ پوش میں

کر دیئے بخشش کے اُس نے محکمے زیر و زبر
ایسے سب کچھ ہو گیا جیسے نہ ہو کوئی ہوش میں

عیسیٰؑ و نمرود کیا ہیں موسیٰؑ و فرعون کیا
کس کے ہیں پروردہ یہ سب کس کی ہیں آغوش میں

کس کی ہے مخلوق یہ سب کس کی یہ تخلیق ہے
کتنے ہیں آنکھوں میں اُسکی کتنے ہیں پاپوش میں

کتنے بوسے دے رہے ہیں تِل کے اُس رخسار کو
کتنے کہ اب ہوش میں ہیں کتنے کہ بیہوش ہیں

فقر جو مستی میں شفقتؔ جھوم کر کہتا گیا
کاسے بھر بھر بخششوں کے وہ خدا دیتا گیا

حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ

حضرت یسوعؑ عشق خداوندی کی جولانیوں پر

خدائے حسن و عشق کی تاریخ کی ایک دستاویز

خدائے رب العزت اور حضرت عیسٰیؑ

وہ حُسن حسینوں کا وہ چاند جبینوں کا
وہ تاج جمیلوں کا وہ ناز نگینوں کا

وہ سوز فضاؤں کا وہ ساز ہواؤں کا
وہ جام نگاہوں کا وہ بام خداؤں کا

دل دل میں ہے گھر جسکا گھر گھر میں ہے دل جس کا
ہر آن میں وہ یکتا ہر بان میں وہ یکتا
کم جانیں جہاں والے مریمؑ کے جگر بند کو
اللہ کہ ہنر اپنے سب اُس کو سکھاتا تھا
کبھی عشق کے مکتب کے دیتا تھا سبق اُس کو
کبھی چڑھ کے صلیبوں پر آفاق میں گم جاتا
تب ہی تو وہ لہرا کر مستی میں خداوند کی
مُردوں کو اٹھاتا تھا اندھوں کو جگاتا تھا
دکھلاتا یہ پھرتا تھا جلوے اُس ساجن کے
جو راتوں کو چھپ چھپ کر گھر اُسکے آ جاتا تھا
گھیرے میں گھری اُس کے اک فوج دیوانوں کی
چلتا تھا تو مستی میں اِک دریا بہا جاتا
کہتا تھا کہ آ جاؤ ہم اُس سے عشق کرلیں
اکثر کہ وہ یوں کہہ کر کہیں دور چلا جاتا
کہتا تھا کہ دیکھا ہے کیا حُسن عجب اُس کا
کیا بات کروں اُس کی کیا ذکر کروں اُس کا

ہونٹوں کی نزاکت پر اور تل کی تمازت پر
قیامت ہے مری جاتی محشر ہے کٹا جاتا

آخر کو صلیبوں پر دیا ٹانک شیطانوں نے
کیونکہ وہ محبت میں تھا حقّ پہ مرا جاتا

جب دیکھا خداوند نے اُن ہاتھوں میں کیلوں کو
کبھی کیلوں کو سہلاتا کبھی ہونٹوں کو سہلاتا

کوئی باپ یوں بیٹے کو ٹانکے نہ صلیبوں پر
ہوتا جو پدر اُس کا کیا کرنے اُنہیں دیتا

مانگے جو نجات اُس سے وہ اُس کو نہیں چاہتا
جو عشق کرے اُس سے وہ در سے نہیں اٹھتا

سولی ہو صلیبیں ہوں خنجر ہوں کہ بھالے ہوں
معراجِ خداوند کا شفقت ہے یہی رستہ

حکائتِ مجنوں

نظر آیا کسی کوچے میں مجنوں کو سگِ لیلیٰ
بٹھا کر روبرو اُس کو کرے قدموں پہ وہ سجدہ

وہ گاتا جھومتا پھرتا لگاتا تھا یہی نعرہ
کہ دیکھا ہوگا اِس کتے نے لیلیٰ کا کبھی چہرہ

گیا پوچھا یہ لیلیٰ سے اَے قاتل بلبلِ صحرا
کہ نہ تو مہ جبیں ہے اور نہ تیرا حسیں چہرہ

تو پھر وہ چیز کیا ہے جو چھپی ہے آنکھ میں تیری
کہ جس نے کر دیا پاگل عرب کا ایک شہزادہ

کہا لیلیٰ نے اُس کو ڈانٹ کر خاموش چپ ہو جا
کہیں یہ قیس نہ سُن لے کہ جو تو نے کفر بولا

اُسی دن سے دلِ مجنوں پہ محشر ہو گیا برپا
کہ جس دن سے خداوند کی نگاہوں سے مجھے دیکھا

یہ سن کر پوچھنے والا ہوا دیوانہ اللہ کا
گریباں چاک کر کے چل دیا وہ جانب صحرا

یہی رازِ حقیقت ہے کہ جو مرشد ہے سمجھاتا
جسے سُن کر یہ بندہ حُسنِ اَحد میں ہے گم جاتا

ہوا جب قیس کا چرچا جہاں میں مرضِ لیلیٰ کا
بلایا باپ نے علاج کو اِک وید صحرا کا

کہا اُس نے کہ جب تک خون فاسد زائل نہ ہوگا
بجھایا جا نہیں سکتا جسم سے حُسن کا شعلہ

سنا تو قیس یہ کہہ کر سوئے جنگل نکل بھاگا
میں ڈرتا ہوں کہ نشتر سے نہ زخمی ہو میری لیلیٰ

جسے تم چھیدنا چاہتے ہو وہ ہے ہاتھ لیلیٰ کا
جو نکلے گا لہو اِس سے بنے گا چہرہ لیلیٰ کا

حکائتِ لیلیٰ

ہوئی مدت کہ بستر پر پڑی بیمار تھی لیلیٰ
کہ جب درسِ محبت میں بڑی ہشیار تھی لیلیٰ

نگاہوں سے زمانوں کو رلانا کام تھا جس کا
یہ کیوں نہ ہو کہ آخر کو جو لیلیٰ نام تھا اُس کا

کہا دعوت فقیروں کی کریں سرکار کو دیکھیں
کیا بیمار من جس نے اُسی منٹھار کو دیکھیں

منادی شہر میں کر دی فقیرو کھانا کھا جاؤ
اگر مجنوں کہیں مل جائے اس کو ساتھ لے آؤ

فقیروں نے کہا مجنوں کو اب دیکھیں گے مانیں گے
کہ کتنا عشق ہے لیلیٰ کو تجھ سے آج جانیں گے

کھڑا دیکھا جو مجنوں کو فقیروں کی قطاروں میں
صبا آئی بہاروں میں نگاہ پھیلی نظاروں میں

لگی بھرنے وہ گھما گھمی میں کاسے فقیروں کے
وہ کاسے کیا بھرے کہ بھر دیئے گھر دستگیروں کے

وہ منظر دلکشا شائد تھا دھرتی پر اُتر آیا
دکھایا جب خدا نے عاشقوں کو حسن کا جلوہ

وہ آنکھوں آنکھوں میں ہی بولنا قصہ جدائی کا
وہ پلکیں کیا اٹھانا کاٹ لینا دل خدائی کا

دیا جب قیس نے کاسہ تو وہ دھرتی پہ دے مارا
نہ لا تو بیچ میں اِس کو نہیں بس میں یہ دل یارا

ہوئی مدت نہ دیکھا آنکھ نے تیرا حسیں چہرہ
کہاں پھرتا رہا ہے تو نہیں پوچھا پتہ میرا

نہیں معلوم کہ تجھ بن پڑا سنسان وہ صحرا
اِدھر بے نور محمل ہے اُدھر بے کیف ہے لیلیٰ

سنا یہ قیس نے تو پھر اٹھا اور رقص میں آیا
فقیروں نے تکا تو زور کا اک قہقہہ مارا

بھرے ہیں دیکھ کاسے ہم سبھوں کے تیری لیلیٰ نے
تیرا کاسہ تھا وہ بھی توڑ ڈالا تیری لیلیٰ نے

کہا مجنوں نے میں اِس راز کو سمجھا نہیں سکتا
کہا جو آنکھ سے لیلیٰ نے وہ دکھلا نہیں سکتا

یہ کاسہ توڑا لیلیٰ نے ہماری عید کی خاطر
کری خیرات لیلیٰ نے ہماری دید کی خاطر

فرق اتنا ہی کافی ہے ہمارے میں تمہارے میں
کہ تم غافل ہو کھانے میں تو ہم گم ہیں نظارے میں

رہی دعوت تو شفقت ہوگی کل محشر کے صحرا میں
ہمی سب قیس میں ہونگے خداوند ہونگے لیلیٰ میں

الرحمٰن

میں، عِصیاں اور رحمت

جس طرح بخشش تمہاری شان ہے
اِس طرح عِصیاں میری پہچان ہے
تو عطا گر نہ کرے ، رحمٰن کیا
میں خطا گر نہ کروں ، اِنسان کیا
دونوں کی ہمجولیوں میں سانجھ ہے
بن خطا رحمت تمہاری بانجھ ہے
بندہ عظمت کا تری چرچا کرے
تو اُسے بازار میں رسوا کرے

رحمتوں کو کون میری ڈھونڈتا
بن خطا کے کون مجھ کو پوجتا

عشق صحراؤں میں کیسے گھومتا
حُسن لیلاؤں میں کیسے جھومتا

جب سزا ہوگی خطا کے کام پر
تب صدا ہوگی ہمارے نام پر

رحمتوں کا پاس کرنا چاہیئے
عاصیوں کو معاف کرنا چاہیئے

دیکھ سر دہلیز پر رکھا ہوا
دیکھ بندہ در پہ ہے بکھرا ہوا

اس نے اپنا کام تھا جو کر دیا
گھر ترا معصیتوں سے بھر دیا

اب تو رحم و آگہی سے کام لے
ہاتھ میں رحمانیت کو تھام لے

پھر طبع جولانیوں میں آئے گی
فوج پھر رحمانیوں کی آئے گی

تجھ کو سجدے میں جو روتا پائے گی
دامنوں میں لے کے تجھ کو جائے گی
جنتوں کے تخت پر بٹھلائے گی
اور بستر پر صبا لہرائے گی
رحمتوں کا پھر تماشا دیکھنا
پاؤں پر تم چاند جھکتا دیکھنا
میری رحمت نے تجھے تلقین دی
تیرے عصیاں نے اسے تزئین دی
مجھ کو دونوں نے طبع رنگین دی
ذوق کو میرے بڑی تسکین دی
حوصلہ ہو تو یہاں پرواز کر
غزنوی کو طالب ایاز کر

رحمان اور انسان

پہلا معشوق اور پہلا عاشق

پہلا جو معشوق تھا رحمان تھا
پہلا جو عاشق ہوا اِنسان تھا

درمیاں اِن کے نہ تھا کوئی تیسرا
ہاں جو تھا کوئی تو اک دربان تھا

یہ تکا کرتا تھا جھولے پیار کے
یہ کہ اِن کے پیار پر حیران تھا

عشق تھا کہ حسن پر قربان تھا
حسن تھا کہ رقص میں قرآن تھا

دیکھا اُس نے تو اُسے ایسے لگا
صورتِ رحماں میں بھی اِنسان تھا

ایک دن آیا وہ ان کے درمیاں
اِس کی فطرت میں چھپا شیطان تھا

بولا چھپ چھپ کر کریں نہ عاشقی
عشق تو اک مرد ہے میدان کا

انساں کہ جس سے کرو ہو دوستی
میں بھی دیکھوں ہوں وہ ہے کس شان کا

اِس پہ اللہ نے کہا اوئے جا پرے
تُو کیا جانے مرتبہ انسان کا

عشق اسمِ ذات ہے رحمان کا
جس سے یہ محل بنا انسان کا

یہ محل ہے میرے رہنے کے لیے
میں ہوں مالک اس قصر ذی شان کا

گھر ہے انساں کا کہ میرے دل میں ہے
میرا گھر ہے کہ ہے دل انسان کا

یہ جو انسانوں کی دیکھو صورتیں
اِن میں ذرہ بھی نہیں انسان کا
میرے انساں ہیں چھپے دل میں میرے
میں کہ خود ہی پردہ ہوں انسان کا
کیونکہ اِس کو غیر نہ کوئی دیکھ لے
کیونکہ یہ عرفاں ہے میری جان کا

سرِّ حق شفقتؔ ہے سرّ انسان کا
ذکر انساں ہے ذکر رحمان کا

گناہگاروں کے حق میں

خدا کا جہنم اور رحمت سے خطاب

گناہوں کی فصل گر نہ گناہگاروں کو دی جاتی
جہنم تُو بھی مر جاتی اے رحمت تُو بھی مر جاتی

وجد میں در پہ ساقی کے اگر نہ ناچتی بوتل
وصل درگور ہو جاتا شب ِہجراں زہر کھاتی

اگر آغوش میں لے لیتا نہ اُس نازشِ گل کو
یہ لب میرے کدھر جاتے یہ لٹ میری کدھر جاتی

خدا کا شکر ہے اُس شوخ کا رُخ ہے اُدھر ورنہ
حشر کا سر قلم ہوتا قیامت جان سے جاتی

تبھی تو خاک کو بھر بھر کے دیں زرخیزیاں میں نے
مبادا قحط پڑ جاتا بیچاری یہ تو مر جاتی

یہ رحمت میری ہے میرے گناہگاروں کو ڈھونڈے گی
اسے شفقت خبر کیا ہے خدائی کیسے کی جاتی

ایضاً

نہ اِٹھلاتیں کسی بھی بام پر غفاریاں میری
نہ چلتیں سر اٹھا کر اس طرح ستاریاں میری

نہ اٹھتا سانگ پر جب تک وہ سر اُس محرم دل کا
نہ کھل سکتا تھا مجھ پر بھید میرے حسن کامل کا

خبر ہوتی نہ کاکل کو پتہ چلتا نہ کاجل کو
کہ محشر ہر سو برپا ہے میرے رخسار کے تل کا

یہ گجرا میرے ہاتھوں کا یہ جھومر میرے ماتھے کا
میں اس کے دل کا قاتل ہوں یہ قاتل ہے مرے دل کا

وفا میں وہ حسین چہرے اگر نہ خاک و خوں ہوتے
نہ عقبیٰ کا ذکر ہوتا نہ محشر کی خبر آتی
اگر شفقت اٹھا لیتا نہ سر پر بار عصیاں کو
ٹھکانے سب سے لگے رہتے نہ کوئی بات بر آتی

خدا، میں اور گناہ

آنکھوں آنکھوں میں سوال و جواب کا ایک دلفریب منظر

گناہوں کے جو بارے وہ مجھے کل پوچھتا ہو گا
جواباً میں اسے بس دیکھتا ہی دیکھتا ہوں گا

گناہوں کے تقاضے جس قدر بھی بڑھ رہے ہونگے
نظر بازی کا مسئلہ اُس قدر ہی بڑھ رہا ہو گا

وہ پوچھے گا کہ بالآخر گناہ یہ کیوں کیے تُو نے
میرا تب دیکھنا اس کی سمجھ میں آ رہا ہو گا

کسی سے اُس کو بھی آخر محبت ہو گئی ہو گی
کبھی اُس کا بھی دل آخر کسی پر آ گیا ہو گا

کبھی میری طرح وہ بھی نظر بازی میں دلبر کو
بٹھا کر روبرو اپنے کہیں تکتا رہا ہو گا

اُسی سی کچھ ادا میری اُسی سا دیکھنا میرا
اُسے بھرما گیا ہو گا اُسے بھی بھا گیا ہو گا

بچا کر سب سے پھر آنکھیں مجھے وہ لے گا دامن میں
کوئی تو واقعہ شفقتؔ اُسے یاد آ گیا ہو گا

گناہگاروں کی تقسیم

رحمٰن اور رحمت کے حوالے سے

گئی ٹھانی ہے اب کہ اللہ کی اور اسکی رحمت میں
بلائیں گے نہ جنت کو گناہگاروں کی دعوت میں

تُو لے کے اِن کو دامن میں نگاہوں پر نظر رکھنا
اشارہ جب کروں میں تو انہیں لے آنا خدمت میں

وہاں بانٹیں گے اِن کو رحمت و رحماں کے حصوں میں
کوئی ہو میرے ہونٹوں پر کوئی ہو تیرے گھونگھٹ میں

ہوتا پھرے

ایک برسات خدا کے ساتھ

وہ کہ برساتوں میں لہراتا پھرے
وہ کہ قطرہ قطرہ مُسکاتا پھرے

وہ کہ بندہ ہے جو شرماتا پھرے
وہ خدا ہے جو کرے کرتا پھرے

وہ جہاں بھی جلوہ فرماتا پھرے
تو اُسی کی فلمیں فلماتا پھرے

ہیں اگرچہ روپ اُس کے بے شمار
وہ جہاں تجھ کو تکے تکتا پھرے

وہ اگر ہونٹوں پہ رکھ دے انگلیاں
تو دبا دے ہونٹ کہ جلتا پھرے

حد بھی ہوتی ہے شرارت کی کوئی
بندہ کتنا بچ بچا کرتا پھرے

تو بھی شفقتِ عاشقی کر کے دکھا
پھر جو کچھ ہوتا پھرے ہوتا پھرے

وہ منظر کیسا منظر تھا

حسینوں کو حسن میرا گواہی دے گا محشر میں
کہ اپنے عاشقوں کا عاشقی میں ، میں ہی قاتل تھا
کوئی معشوق جب تک جہات نہ دے اپنے عاشق کو
کوئی عاشق خدا کی ذات میں واصل نہیں ہوتا
وہ منظر بھی کیا منظر تھا کٹے دل آسمانوں کے
زمیں کا ذرہ ذرہ ہاتھ میں تھامے ہوئے دل تھا
اُدھر شفقتؔ زبانِ آفریں تھی سوکھے ہونٹوں پر
اِدھر گُلریز پیاسا تھا اُدھر لبریز ساحل تھا

حد کر دی

تکبر کی ملامت دامنِ شیطان میں بھر دی
محبت میں خودی بھر کر دل انسان میں دھر دی

فقر کی تابشِ جاں میں حُسن کے خونی دریا میں
کہیں خنجر بجھایا اور کہیں شمشیر تَر کر دی

اُدھر گرما دیا افلاک کو انوارِ کاکُل سے
اِدھر تصویرِ آنکھوں کی چوراہے میں کھڑی کر دی

تو پھر شفقت تھا کوئی سانگ پر کوئی دار پر ٹانگا
اِدھر خاکی نے حد کر دی اُدھر نوری نے حد کر دی

’بالِ عزازیل‘ سے تضمین

محبت مجھ سے میرے خدا کی

وفورِ جذب و مستی میں جہاں سے تلملا نکلا
میں اپنے آپ کو لینے خدا کے دل میں جا نکلا

نظر میں کچھ بھی نہ تھا، تھی تو بس اِک یہ تمنا تھی
جُدا اُس سے ہوئے برسوں، جا دیکھیں حال کیا اُس کا

تکا تو آج بھی تقریب پر میری چراغاں تھا
جُھکا تھا جب میرے آگے شہر سارا فرشتوں کا

تکا یہ بھی کہ رب نے ٹانک کر تصویر کو میری
دیئے جاتا ہے اُس کو پیار میں جھونکا ہواؤں کا

میں تھا کہ خون روئے جا رہا تھا اُس کے قدموں پر
کہ مجھ کو کاش تجھ سا پیار کرنا آ گیا ہوتا

تو پھر شفقت وہ مجھ کو لے کے بولا اپنی باہوں میں
تُو ہم سا پیار کر لیتا تو ہم سا بن گیا ہوتا

مرقد نامہ

قبر پہلی چیک پوسٹ

خدا کی ملاقات کا پہلا پڑاؤ، پہلی مسہری، پہلی جلوہ گاہ

قبر پہلا پڑاؤ ہے خداوند کی زیارت کا
لب گلریز مورت کا رُخِ گلگون صورت کا

فقط جس کو ہی دعویٰ ہے جہانوں کی حکومت کا
جنازہ پڑھ دیا جس نے حُسن والوں کی دعوت کا

مسہری کو جوں دلہن کی یہاں دولہا سجاتا ہے
کہیں دل کاٹ رکھتا ہے کہیں آنکھیں بچھاتا ہے

کیا ایسے تونے بھی رب کی وہ جلوہ گاہ سجائی ہے
کہاں دل کاٹ رکھا ہے کہاں پر جاں بچھائی ہے

کبھی سوچا بھی ہے تو نے وہاں پر کون آئیگا
وہ آنکھیں جو اُٹھا دے تو زمانہ جاں سے جائے گا

حُسن ہے وہ حسینوں کا وہ شاہ ہے نازنینوں کا
محمدؐ جس کا شیدا ہے وہ ماہ ہے مہ جبینوں کا

کہاں بٹھلائے گا اُس کو دِکھا مسند وہ کیسی ہے
وہ دل جیسی ہے روح جیسی ہے یا کہ جان جیسی ہے
اگر ایسی نہیں ہے تو گلہ ہے آشنائی کا
یہ جھوٹا ہے منافق ہے ناواقف ہے جدائی کا

وہ بولے گا جو آمد پر نہ میری مرحبا بولا
یہ بے مرشد ہے اِس نے کیوں نہ مجھ سے بولنا سیکھا

بلند جھنڈا نہ جب تک ہو گا شفقتؔ داورِ دل کا
جہاں کے سر سے اونچا ہی رہے گا سر یہ عورت کا

مرقد عالمِ برزخ

قبر سفرِ آخرت میں زیارتِ خداوندی کی پہلی آماجگاہ

پیارے یادرکھ پہلی چیک پوسٹ قبر، دوسری حورانِ خلد، اس کے بعد یار کی گلی کے اشارے شروع ہوجاتے ہیں

لیٹے ہیں جو برزخ میں بیمار قرینے سے
کر دینگے انہیں حضرتؑ ہشیار قرینے سے

دروازہ اِسے کہیے جنت کے نظاروں کا
دِکھتا ہے یہیں سے وہ بازار قرینے سے

ہزاروں جہاں یوسفؑ سر دینے کو بیٹھے ہیں
شاید کہ وہ آ جائے دلدار قرینے سے

وہ جس نے محمدؐ کو گلیوں میں رُلا ڈالا
یہاں ہوگا اُسی دل کا دیدار قرینے سے

کئی حُسن کے ماہ پارے نیزوں پہ گئے ٹانکے
کئی خاک اُڑے بن کر میخوار قرینے سے

شبلیؒ سے کٹے اربوں ، منصورؒ اڑے لاکھوں
چلتی ہے یاں پلکوں کی تلوار قرینے سے

یلغار میں مقتل کی جب میں نہ دِکھا اُس کو
پھر چھا گئی قاتل پر مسکار قرینے سے

یہ بھی کیا عجب شئے ہے ہر وار سے بچ نکلے
بلکہ یہ چکا جائے ہر وار قرینے سے

کبھی چھپ کے یہ کُھدروں سے کبھی لُک کے یہ کونوں سے
تک لیتا ہے یہ مجھ کو مکار قرینے سے

دل میرا کہ پہلو میں نہ مجھ سے سنبھل پائے
جب بولے ہے یہ ظالم مجھے یار قرینے سے

پھر سوچ کے محشر نے اک رشکِ قمر بھیجا
اب لے آؤ شفقتؔ کو دربار قرینے سے

منصبِ مرقد

قبر عشقِ خداوندی کے آئینے میں

قبر جائے قدر و منزلت نہ کہ جائے عبرت
قبر میں خود کو نہ دیکھ خود سے ملنے والے کو دیکھ

کاش پردے چاک ہوں دیوار کے
تا کہ تو بھی دیکھے جلوے یار کے

واہ ری قسمت دیکھ مرقد میں میرے
مجھ پہ قبضے ہو گئے دلدار کے

لاکھ بچتا ہوں مگر میں کیا کروں
کھینچ لیتے ہیں وہ بازو یار کے

ہستیاں دو ہیں مگر تصویر ایک
ایک موسم ہیں لب و رخسار کے

وہ مجھے دیکھے اسے دیکھوں ہوں میں
دُور آئینے رکھ دیے دیدار کے

کیا یہ کم ہے کہ شب ہجراں کے غم
سننے آ جائے ہے وہ بیمار کے

پھر دکھانے لے چلے سوئے حرم
کتبے ٹانکے تھے جہاں پر پیار کے

پھر دکھائے ہے وہ صحرا زمزمے
لکھے بیع نامے جہاں اقرار کے

یہ کہ آئے کوئی نہ اپنے درمیاں
یہ کہ در پر پہرے ہوں تلوار کے

یہ کہ ہم ہوں گے نہ آنکھوں سے پرے
یہ کہ در ہوں گے نہ بند دربار کے

میں نے پھر چپکے سے محشر کو کہا
کیوں کئے در مجھ پہ وا سنسار کے

اس پہ چمکا اور جھٹکا ہاتھ کو
کیا کہ پرچے نہ پڑیں اقرار کے

کیا نہ للکارے تجھے غیرت مری
کیا کہ کوئی دام نہ لے پیار کے

بھیجا ہے کہ آزماؤں میں تجھے
کیا کہ تم نے بھرم رکھے یار کے

یہ کہ شفقت چند گھڑیاں خاک پر
تم رہے میرے یا زن مکار کے

مرقدِ دل نشین

مرقد ہے حُسنِ یار کے دیدار کی جگہ
دنیا سے تنہا پیار کے اظہار کی جگہ

خاموشیاں ہیں چار سو آہٹ کہیں نہیں
سجدوں کو مل گئی ہے اب پیزار کی جگہ

بادہ و جام و مینا کا یہاں داخلہ ہے بند
تل ہی وہ ہم کو لے گیا رخسار کی جگہ

دنیا میں جس سے پیار کی باتیں نہ کر سکے
ڈھونڈی ہے اس ہی یار نے یہ پیار کی جگہ

بولا کہ دیکھو ہجر میں میرا کیا حال ہے
ہوتا نہ رب تو ہوتا میں اس دار کی جگہ

تو نے تو جا کے ذرہ بھی دیکھا نہ اِس طرف
میں کہ کھڑا رہا یہاں دیوار کی جگہ

جب میں نے سر کو کاٹ کر قدموں میں رکھ دیا
تب پہنا اس نے جھوم کر اسے ہار کی جگہ

مزارِ بہار آفریں

مرقد میں میری اور محبوب کی تلخ و شیریں باتیں

دنیا میں تو ملنے کے تھے وعدے بہار میں
مرقد میں دیکھا تو کھڑے ہیں انتظار میں

تصویر اپنی جب تکی آنکھوں میں تو کہا
واہ رے کہ اس نے بھی مزے لوٹے ہیں پیار میں

بانہوں میں جب لیا تو پھر بولے ارے ارے
ملنے کی بھی سکت نہیں میرے بیمار میں

پھر بولا تن سے وہ مرے مٹی کو جھاڑ کر
اُٹھیے شراب پیتے ہیں چل کر بازار میں

پوچھا گیا کہ سچ اسے کیسے میں مان لوں
ملنے پہ بھی یہ دل نہیں میرا قرار میں
دیکھی ہیں میں نے آپکی بے مفتا یاریاں
مجھ جیسے آپ کے کئی بیٹھے بازار میں
اس پر کہا شفقتؔ سنو اب وہ نہیں ہیں ہم
اب باقی ہے جو بیتے گی اپنی مزار میں

مرقد میں اضطراب خداوندی

مرقد میں گھِر کے آ گئے ساتھ حق کے لامکاں
جلوہ ہے کہ اب اس کا میں دیکھوں کہاں کہاں
اک سر کی کیا میں آرتی اس کی اتارتا
میں تھا کہ سارا آرتی ہی بن گیا وہاں
اس سے غم فراق کا ہوتا کہاں ذکر
وہ میرے درمیاں نہ تھا نہ میں تھا درمیاں
بولا کہ دیکھ آیا ہوں ملنے کو میں تیرے
دیکھو کہ مجھ میں میں کہاں اور تجھ میں تو کہاں
آئے نہ اِس جگہ پہ اَب کوئی اور تیسرا
شفقتؔ کہ عشق نے کیا ہم دو کو ایک جاں

گنبد یا دیس کا ٹاور

عشقِ خداوندی کے آئینے میں

گنبد نہ سمجھ ہے یہ تیرے دیس کا ٹاور
ہے اِس سے ذرا آگے حرم تیرے جگر کا
تشکیل کرے جس کی نگاہ کرب و بلا کو
دو ٹکڑے کرے جسکی نظر سینہ قمر کا
نظارہ یہاں ہوتا ہے رخسار کے تل کا
حیدرؓ کے کٹے دل کا شبیرؓ کے سر کا

اور لاکھوں پڑی گرد میں عشاق کی لاشیں
دیتیں ہیں پتہ جو کسی محشر کے گذر کا

جب کھولی محمدؐ نے یہاں کنڈی وہ دل کی
دل کاٹا قیامت کا جگر ٹانکا حشر کا

اِک طرف خدا خود تھا تو اِک طرف وہ تل تھا
حیراں ہوں نظارہ ہو اِدھر کا یا اُدھر کا

شفقتؔ کہ یہ درویش تجھے کہہ کے چلا ہے
ٹاور ہے سٹیشن یہ تیرے اگلے سفر کا

ہومیوپیتھی کا بنیادی زہر 'سورا'

روح خناس، بیکٹیریا وائرس جنات

خناس سے قسماقسم کے دکھ اور بیماریاں وجود میں آئیں پھران سے موت کا ظہور ہوا

موت کیا ہے

'موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتی ہے'

خناس قدرت کا ایک عجیب راز

موت کا پُل اِس بناں تعمیر ہو سکتا نہ تھا
یہ نہ ہوتا تو کوئی ذی جان مر سکتا نہ تھا

پل ہوا تعمیر تو پھر پُر فضا رستہ بنا
جس پہ آیا یار اور لے کر ہمیں چلتا بنا

اب تمہارے ہاتھ میں ہے موت کو جیسا کرے
خار سے بھر دے اسے یا پھول پیوستہ کرے

انٹی بائیٹک ادویہ افواج ہیں تاتار کی
جنکی چنگیزی نے خلقت غارت فی النار کی

تھام لے اپنا جگر شداد اِس خلجان پر
دیکھ لے ڈھاتی ہیں جو یہ زحمتیں انسان پر

سب نئے امراض کی افتاد کا سر اِن میں ہے
اے بی سی یرقان کے جلاد کا گھر اِن میں ہے

بلکہ ہاں ایجاد ہونے کو ہے سُرگِ تاب اب
زندگی سے موت آئیگی نظر شاداب اب

نہ پکڑ شیطان پر ہے نہ نظر حیوان پر
موت کے ہر پہلو کی اب مشق ہے انسان پر

شور ہے سر رشتہ صحت معجزہ کیا کر گیا
آدمی ہنستا 'ایمرجنسی' میں آیا مر گیا

آ گیا نرغے میں جو ان کے تقاضے دیکھئے
ہفتے میں دو چار مرضوں کے اضافے دیکھئے

شر کی شفقت بڑھ گئی ہے دسترس آفات میں
آدمی اب ڈھل رہا ہے صورتِ جنات میں

'موت ایک پُل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچاتی ہے'

موت سے آپ پریشان ہیں۔ آخر کیوں؟

آیئے چلتے ہیں

مکاں سے لامکاں تک، خدا کے آشیاں تک

اب کہ حادث تو براق جسم پر اسوار ہے
آگے رف رف تجھ کو لینے کے لیے تیار ہے

موت تیرے اس بدن کو چھو کے کہتی ہے تجھے
یہ پیراہن دے دے مجھ کو وہ پیراہن اوڑھ لے

کس شہر سے تو چلا ہے کس کا خیر اندیش ہے
کیا تو جان انجمن ہے یا کوئی درویش ہے

بے ضرر بے سوز ہے یہ بے فصل اور بے خطا
کون ہو تم اور کیا ہو اسکی یہ جانے بلا

وہ پیراہن دے کے تجھ کو تیرا رستہ سینچ دے
جو پڑا ہے آنکھ پر تیرے وہ پردہ کھینچ دے

تجھ سے کیا جیتے گی یہ اور یہ ہارے گی کیا
جو کہ خود پژمردہ ہے تو وہ تجھے مارے گی کیا

یہ نہ جانے ناز کیا ہے زمزمہ و مہمیز کیا
کشتگان حسن کیا ہے جلوہ گاہ ہے چیز کیا

جھالروں کی اوٹ سے نازاں بدن کیسے اٹھے
ماتھے کا جھومر اچھل کر ہونٹ سے کیسے لگے

آنکھ نے اُسکی صراحی گھومتی دیکھی نہیں
بے خودی میں اس نے بوتل جھومتی دیکھی نہیں

تیرے مرکز تیرے منبع کی رسا اِس کو نہیں
تیری جمنا تیری گنگا کا پتہ اِس کو نہیں

من کا دریا جس بحر میں جا کے گرتا ہے تیرا
عرش بھی اس جولاں گاہ کی خلد کو نہ پا سکا

لامکاں میں جشن ہو گا اس گھڑی برسات کا
جھوم کر جب بوسہ لے گا تو پیا کے ہاتھ کا

حیات

دوست کی ہمراہی میں حیات کے اس لامتناہی سفر سے آپ پریشان ہیں؟
آخر کیوں؟ آیئے چلتے ہیں
حیات کے خاک دان سے خدائے مہربان تک

یہ مرا حادث حیاتی کا سفر ‏ ‏ خوبصورت ہے مگر ہے مختصر
یا کہ تھی میری حیات بے نوا ‏ ‏ میں تھا باہر اور پردے میں خدا
عشق نہ جانے کہاں سے آ گیا ‏ ‏ پکڑا ہم دونوں کو اور پھر لے گیا
لاکھوں گلشن سبزہ زارِ آشیاں ‏ ‏ گھومی گم گشتہ چمن کی وادیاں
سُرمگیں آنکھوں کی وہ قاتل نظر ‏ ‏ دل کبھی کاٹے کبھی کاٹے جگر
ڈوب کر لاگے کنارے بار بار ‏ ‏ دیکھے ایسے کئی نظارے بار بار

ہو مقابل آنکھ تو پھر پینا کیا
ساتھ قاتل ہو تو پھر جینا کیا

زندگی ہو راس تو پھر نظر کیا
دل ہی نہ ہو پاس تو پھر کرنا کیا

ازل سے جاری سفر ہے پیار کا
آئے نہ منزل ہماری اے خدا

اب کہ ہم دونوں فدائی ایک پل
سہہ نہیں سکتے جدائی ایک پل

نہ شب ہجراں کی آتش میں جلیں
من کی باتیں کھل کے آپس میں کریں

دیکھ تیرے ساتھ کس کا ساتھ ہے
ہاتھ میں تیرے یہ کس کا ہاتھ ہے

تصوف کے آئینہ میں

مرقد میں یار کا یار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ آنے کا منظر

مرقد میں یار یارؐ کو لایا یوں اپنے ہاں
لگتا تھا دو قلوب ہیں اور ایک اِنکی جاں

مُسکا کے مجھ سے بولے وہ گل خندہ دو جہاں
یعنی محمد مصطفٰےؐ تمہیدِ کن فکاں

دیکھیں انہیں جی بھر کے ہے یہ جانِ عاشقاں
جس کے غم فراق میں گھوما گراں گراں

یہ حُسن ہے حسینوں کا حُسنوں کی جانِ جاں
جس سے گریں عُشاق کے تن من پہ بجلیاں

عشاق جن کی آنکھ میں جنت نہ گل فشاں
نکلے ہوں جو کہ چھوڑ کر حوروں کی کہکشاں

اک سر تھا کیا میں آرتی اُن کی اُتارتا
میں تھا کہ سارا آرتی ہی بن گیا وہاں

ان سے غم فراق کا ہوتا ذکر کہاں
جبکہ وہ خود فراق پر دیتے رہے بیاں

شفقت کریں ہیں وعدہ اب چھوٹے نہ اپنا ہاتھ
گزرے کبھی ہوا بھی نہ اب اپنے درمیاں

قبر بہارِ زندگی

عشق نہ ہے تو دعا شرمندگی
عشق ہے تو پھر گناہ بھی بندگی

موت سے اونچا کوئی واعظ نہیں
قبر ہے حاصل بہارِ زندگی

کیونکہ ہر سو ہیں یہاں خاموشیاں
اور چپکے سے کھلیں ہیں کھڑکیاں

ایک سے مژگان دِکھیں اور ایک سے کاجل دِکھے
ایک سے رخسار کا تل حشر بہ مائل دِکھے

ایک سے جھولے دِکھیں ہیں اور چھائیں نور کی
ایک سے وہ لب لالہ خون کا ساحل دِکھے
اتنا سارا من چلے کو کر کے شفقت بے قرار
پھر کہیں صحرا سے وہ آتا ہوا قاتل دِکھے

مرقد

عشقِ خداوندی کے آئینے میں

مرقد سے کربلا کی گلی تک سب ایک منظر

اللہ وہ حسیں جس سا نہیں حسن کسی کا
مرقد سے ملے رستہ تجھے اس کی گلی کا

مرقد میں زیارت ہو مرے جان و جگر کی
اور بوسہ ملے ہونٹوں کو پاؤں کی تلی کا

جب ہر سو محمدؐ کو تھکیں ڈھونڈ کے آنکھیں
تب دیکھا کہ بن بیٹھے ہیں تل لب کی کلی کا

جب سوچ کے رکھے ہے خدا انگلی کو تل پر
پھر سمجھو کہیں کاٹا ہے سر ابنِ علیؑ کا

مرقد سجا کے رکھ

آ کہ شبِ وصال ہے مرقد سجا کے رکھ
راہوں میں جاں بہار کے آنکھیں بچھا کے رکھ

چبھنے نہ پائیں پاؤں میں کانٹے زبان کے
بوسے کو عرش پاک سے پھولوں کو لا کے رکھ

جانے کہ تل وہ بن گیا ہے کس کے ہونٹ سے
رخسار سے تو ہونٹ کو تھوڑا ہٹا کے رکھ

شفقتؔ کہ اب وہ تل بنا قاتل جہان کا
بولے ہے کربلا کہ سر اِس سے بچا کے رکھ

دیدارِ خداوندی کے آئینے میں

مرقد سے اُس صحرا تلک

لکھا ہے بام قبر پر اُن سے ملے گی آنکھ
جی بھر کے اپنے یار کا جلوہ تکے گی آنکھ

سوچوں ہوں جاں بہار کی جسدم اُٹھے گی آنکھ
پہلے کٹے گا دل کہ یا پہلے کٹے گی آنکھ

تل سے اُٹھا نقاب تو اللہ کرے معاف
نہ جاں ہی پھر ملیگی یہ نہ ہی ملے گی آنکھ

شفقت چلے گا حُسن جب صحرا کو گھومنے
تب آرتی اُتارنے اُن کی اُٹھے گی آنکھ

عشق، موت اور قبر

تصوف کے آئینے میں

عشق نہ ہے تو دُعا شرمندگی
عشق ہے تو پھر گناہ بھی بندگی

عشق ہے تو ہے تجھے حاصل حیات
عشق نہ ہے تو ہے سب آوارگی

بیگناہ سے وہ کبھی بولا نہیں
دیکھ یہ میرے خدا کی سادگی

پارسائی دیکھ کر بولے گا وہ
یہ تو ہے در کی یہاں باندی میری

موت سے اونچا کوئی واعظ نہیں
موت وصلِ حق کی ہے پیغمبری

موت سے مسلم کرے یوں عاشقی
جیسے بچے کی ہو ماں سے دوستی

کیونکہ کھولے موت در دیدار کے
موت اللہ کی ہے لوری گود کی

قبر حُسنِ یار کی جلوہ گری
قبر ہے حاصل بہارِ زندگی

قبر شفقتؔ یار کی آغوش ہے
عاشقی ہے کہ یہاں بے ہوش ہے

موت عشقِ خداوندی کے آئینے میں

'مسلمان موت سے ایسے پیار کرتا ہے جیسے نو مولود بچہ اپنی ماں کے دودھ سے' (مولانا رومیؒ)

موت سے اپنی مسلماں ایسے کرتا ہے پیار
جیسے ماں کے دودھ سے ہوتا ہے بچہ جاں بہار
دودھ سے بچہ کرے حاصل بہارِ زندگی
موت سے دل پر مسلماں کے خدا ہو آشکار
تب ہی فرمایا خدا نے مر جا مرنے سے قبل
جبکہ مر جائے نہ تُو ہوگا نہ مجھ سے ہمکنار

موت کو چشمِ خداگاہ سے اگر تو دیکھ لے
کس قدر ہے تیری خاطر تیرا دلبر بیقرار
موت بندے کو دکھاتی ہے وہ تل رخسار کا
ٹانک رکھے ہیں خدا نے جس پہ اپنے جاں نثار
موت سے ہیں عشق کی شفقت یہ سب جولانیاں
موت کی مُٹھی میں ہے یہ حُسنِ جاناں کی بہار

مردنامہ

محبت کیلئے

کارِ دنیا برائے اِیں زن اَست
کارِ دیں برائے آں زن اَست

کیا کِیا تُونے بتا اپنے خدا کے واسطے
جبکہ ہے تخلیق تیری اُس کی چاہت کیلئے

ہائے صد افسوس میں نے دل بتوں سے بھر لیا
ایک بھی کونہ نہ چھوڑا اُس کی صورت کیلئے

نوریوں کو چھوڑ کر شفقتؔ خدا کا ذوق دیکھ
چُن لیا ہے خاک کو اپنی محبت کیلئے

دنیا کا پہلا مرد حضرت ابراہیمؑ

چہرے سے خداوند کے کہیں پردہ اُٹھا تھا
آکاش کا دل تھا کہ وہاں کاٹے رکھا تھا

وہ دوڑ صفا مروہ کی وہ پھول سا بچہ
طاعت تھی وہ کس کی وہ ہمہ عشق تھا کس کا

جو دوڑ رہی تھی جو وہاں چیخ رہا تھا
اِک آنکھ نبیؑ کی تھی تو اِک دل تھا نبیؑ کا

پھر دیکھا زمانوں نے خداوند کا تماشہ
اِن دونوں نے دھرتی کو دیا رنگ وفا کا

کل دیکھا تھا تنہا جو پہاڑوں میں کھڑا تھا
وہ پہلا مرد تھا کہ جو دنیا نے تکا تھا

جبریلؑ مرا جاتا تھا اور سوچ رہا تھا
کس ہاتھ میں خنجر تھا جُھکا سر تھا وہ کس کا

افلاک تھے کہ دل کو وہاں تھامے کھڑے تھے
اللہ تھا کہ عاشق کو ہمہ دیکھ رہا تھا

اس مرد نے ہی عشق کی ترتیب کری ہے
اس مرد نے ہی دین یہ سینچا ہے خدا کا

اسود پہ قدم اِس کے ہیں کعبہ ہے یہ اِس کا
آ پوچھیں کہ اِن قدموں کو کن ہونٹوں نے چُوما

جن ہونٹوں کے بوسوں کو خلق چُوم رہی ہے
افلاک کے سنگ بادِ صبا جھوم رہی ہے

بولے کہ یہ بوسے ہیں محمدؐ کے لبوں کے
معراجِ محبت ہیں حسینوں کے دلوں کے

شفقت ہے نظر مرد کی اللہ کے محل پر
ہے قدم کہ ہر مرد کا افلاک کے دل پر

تسخیرِ کائنات

یہ عالم ثبات یہ تشہیر کرشمات
مردوں سے لی گئی ہے یہ تصویر کائنات
تصویر کی تکمیل میں تھا حقّ کا اپنا ہاتھ
تصویر میں یہ رنگِ زن ہے شر کی واردات
تصویر وہ خدا جسے بولے ہے دیکھ کر
کیسی میری صفات ہیں کیسی ہے میری ذات
مردِ خدا کہ جان لے اُس دم بنے گا تو
جب ہوں گی تیرے نفس میں شمشیر کی صفات

کتنے وہ خوشگوار تھے لمحات یاد کر
حقّ نے یہ کائنات جب لکھ دی تمہارے ہاتھ
اب کھو گیا ہے اِسقدر عورت کے عشق میں
فرصت نہیں خدا سے تو اُک لحظہ کر لے بات

بھر دِیں یہ کہہ کے سینۂ آدم میں خواہشات
عورت کی ہی تسخیر ہے تسخیرِ کائنات

وہ مرد جو کہ زن کو نہ اپنی جُھکا سکا
اُس کے لئے زمین پر نہ موت نہ حیات
شفقتؐ جو گر گیا درِ صادقؐ امین پر
اللہ کا دستِ نازنیں بن جائے اُس کا ہاتھ

آج رات پھر ایک پل ساجن کے ساتھ

وہی لہراتے کاکل تھے وہی بہکاتے کاجل تھے
وہی تھا آنا کافر کا وہی مسکانا قاتل کا

وہ بندہ کہ گذر رکھتا تھا اس کی بارگاہوں میں
وہ جس کے گھر میں کہ اکثر وہ مقتل بھی سجا لیتا

بھلی قسمت کہ اس کے ساتھ وہ عشاق بیٹھے تھے
کہ جن کے وہ دلوں کو آ کے اکثر چھیڑا کرتا تھا

اچانک پھر اِسی مستی میں اُسکی اٹھ گئی آنکھیں
کہ جنکی نوکِ مژگاں پر سروں کو ٹانک لیتا تھا

مگر اس بار اُس نے ہاتھ اپنا کھینچ کر رکھا
کہ اُن میں دو تھے ایسے جن کا نہ دل پر تحمل تھا

فکر تھا کہ کہیں یہ بھی نہ قدموں میں بکھر جائیں
اٹھانا پھر بھری محفل میں اِن کا دل کو مشکل تھا

یہاں شفقتؔ سنبھلنے کا کسے پھر ہوش رہ جاتا
قیامت قائم ہو جاتی سماں بن جاتا محشر کا

دل جلے

قسم ہے تم کو کہ نہ آنکھ جھکا کر بیٹھیں
قاتلِ دنیا جو تل ہے نہ چھپا کر بیٹھیں

جُھلائے پھر سے ہواؤں نے یہ جھولے دل کے
آؤ پھر سے یہ دل ، دل سے ملا کر بیٹھیں

ترک دنیا کو کرو کہہ دو فرشتو آؤ
سجدۂ عشق کریں سر کو کٹا کر بیٹھیں

ذکرِ عصیاں نہ کریں اور نہ کریں کوئی حساب
حشر کا دن ہے تو پھر سب سے بنا کر بیٹھیں

ہجر کی آگ برابر تھی لگی دونوں کو
ملے جو ہیں تو یہ سب شکوے بُھلا کر بیٹھیں

بھڑک اُٹھے نہ کہیں پھر سے لہو کربل کا
سانگ ہے تو ابھی اُس کو چُھپا کر بیٹھیں

ہو گیا کچھ تو ہے پھر جان چھڑانی مشکل
دل جلے بیٹھے ہیں اب خود کو بچا کر بیٹھیں

دیکھتے ہیں تو بتا تیرا بگڑتا کیا ہے
آنچلِ گُل کو ذرا منہ میں دبا کر بیٹھیں

اب کہ کامل مرد آنا چاہئے

آج کا المیہ

مرد کی مردانگی کا غرور آج کی بدزبان، گستاخ اور مکار عورت نے مار دیا

مردوں کا سر اونچا رکھنے والے بزرگانِ دین کے ارشاداتِ عالیہ

شان شوہر کی شانہ ہا چاہیے
بیوی کے سر کو جھکانا چاہیے
عشق عورت سے نہ کرنا چاہیے
جوتے کھا کر نہ نہار چاہیے

عشق تو حق ہے خدا کی ذات کا
دِل ہے اُس کا اُس کو دینا چاہیے

آج کل ہم سے ہے وہ روٹھا ہوا
یار کو اپنے منانا چاہیے

گر منانے سے ترے نہ من سکے
پھر تجھے خود روٹھ جانا چاہیے

ہے تصوف یہ کہ دو کے درمیاں
تیسرا ہرگز نہ آنا چاہیے

جیسا کہ ہے روح چھپی من میں ترے
ایسے بیٹی کو چھپانا چاہیے

یہ اگر پردے سے باہر آ گئی
مرنے سے پہلے ہی نمر چاہیے

کیا محمدؐ کو صِلہ اِس نے دیا
کیا کہ اِس کو زندہ رہنا چاہیۓ

عربوں کی غیرت جو ہوتی آج کل
جو وہ کرتے تھے وہ کرنا چاہیۓ

اُٹھ گئی ہے دھرتی سے مردانگی
اب کہ کامل مرد آنا چاہیے

جس کا ہو یہ ہر گھڑی وردِ زباں
دیا احمدؐ کا جلانا چاہیے

یہ مری چند باتیں نوٹس کیجئے
زندگی مقصد بنانا چاہیے

گھر میں سسرالوں کے ہرگز بار بار
ساتھ بیوی کے نہ جانا چاہیے

ناپ لیتی ہے یہ شوہر کی اوقات
ساتھ بیوی کے نہ کھانا چاہیے

بیٹھنے نہ دیں برابر میں اسے
آبرو اپنی بچانا چاہیے

دینا نہ ہرگز موبائل ہاتھ میں
کزن کو گھر میں نہ آنا چاہیے

لے اُڑے گا بہن کو یہ ایک دن
بھائی سے بہنا بچانا چاہیے

نہ یقیں رکھنا بہنوئی پر کبھی
نہ بہنوئی سے یارانہ چاہیے
رکھتا ہے آدھے یہ سالی پر حقوق
اِس لئے اس کو بھگانا چاہئے
ماں کے لچھنوں پر جو بیٹی چل پڑے
ایسی لچھنی کو گھُمانا چاہئے
گر زباں چلتی ہے قینچی کی طرح
کاٹ کر اُس کو دبانا چاہئے
جو کہ ان باتوں پہ چل سکتے نہیں
ایسے نامردوں کو نمر چاہیے

ساتھ جو شفقتؔ نہ بیوی دے سکے
اس کو میکے میں بٹھانا چاہیے

مردِ آزاد

جس کا نہ دنیا سے کوئی لین دین نہ آخرت میں پوچھ گچھ
دنیا کو اُس کی ضرورت ہے جب کہ اُس کو دنیا کی کوئی ضرورت نہیں
وہ خدا کے سوا کسی کا آشنا نہیں

مرد ہے مشکل کشائی کے لیے
عاشقی میں کج کلاہی کے لیے

دلبری میں دل رُبائی کے لیے
یہ خزانہ ہے خدائی کے لیے

مرد ہے اکمل پیامِ زندگی
مرد ہے کامل نظامِ زندگی

مرد ہے تو ہے خلاصۂ جہاں
مرد ہے تو ہے تماشۂ جہاں

مرد ہی بیٹھا یہاں مرد ہی بیٹھا وہاں
مرد کے کون و مکاں مرد کے دونوں جہاں

ہیں ملائک سب اِسی کی کھوج میں
یہ کہاں سے آ گیا اِس سوچ میں

جبکہ اُس کا اپنا ہی بازار تھا
لگتا تھا کہ اُس سے وہ بیزار تھا

پھر اچانک ایک رُخ روشن ہوا
جیسا کہ دلدار کا درشن ہوا

کون کیا جانے کہاں مائل ہوا
وہ ہوا یا اِس کا دل گھائل ہوا

کچھ تو ہو گا جو وہاں گھل مل گیا
شور تھا دونوں طرف ہائے دل گیا

سانگ پر جب مرد کوئی چڑھ گیا
گھٹ کے دم اپنا مسیحا مر گیا

اللہ کا گھر تیرا دل

جو آج نادان مردوں کی ہوس کاریوں کے غلط استعمال کی وجہ سے عورت کی چالباز حکمرانیوں میں چلا گیا ہے

تو کہ ظالم ہوسِ زن میں حد سے آگے بڑھ گیا
دل بھی نہ چھوڑا اُسے بھی حق مہر میں دے دیا
تب بٹھائے گا کہاں جب اِس کا مالک آ گیا
جب وہ پوچھے گا دِکھا وہ دل کا میرے کیا بنا
جب دِکھائے گا غلاظت سے بھرا تو دل اُسے
اور پھٹا وہ بستر ا اور وہ بچھونا نور کا

پوچھے گا اس سیج پر جب سوئی تھی عورت تیری
کیوں نہ تو بے غیرتا کہیں زہر کھا کر مر گیا

سچ کہا تھا نوریوں نے خاک میں غیرت کہاں
وہ کیا جانے اللہ کے ہے پیار کی عظمت کیا

دیکھ اِک اِک یاد تیری میرے ہاں محفوظ ہے
وہ کہ چھپ جانا میرا اور ڈھونڈتے پھرنا تیرا

آنکھیں جب تک تیری مجھ سے چار ہو پاتی نہ تھیں
وہ وقت ہوتا تھا مجھ پر حشر ڈھا جانا تیرا

ٹھیک کہتے تھے وہ نوری دل نہ دینا خاک کو
مٹی ہے ناپاک کر دیگی یہ سارا گھر تیرا

آج تک شفقتؔ وہ غیروں نے بھی نہ دیکھی جگہ
وہ جگہ ہم نے جہاں اِک دوسرے کو دل دیا

آشفتہ سر

رکھے ہیں کائنات میں قدرت نے کرشمے
اِک اِک میں دیکھتا رہا اور سوچتا رہا

مُرشد کے پاس پھر گیا حق کی تلاش میں
وہ بھی ملا اور دیکھ کر صحرا کو چل دیا

شاید کہ کہہ گیا تھا وہ آ جا تُو میرے پاس
یہ ایسا عشوہ تھا کہ جو میں نہ سمجھ سکا

اتنے میں کہہ گیا کوئی آشفتہ سر مجھے
حق سامنے تھا اور تو حق ڈھونڈتا رہا

آج چُٹیا کا بازار کیوں؟

اِس لئے کہ داڑھی والا صادق و امین نہیں ہے۔ لہذا تو پہلے یہ صادق و امین بنے پھر یہ داڑھی دینِ ابراہیم میں داخل ہو کر سنتِ محمدؐ یہ بن جائیگی اور بازار اِس کا ہو جائے گا۔

یاد رکھو کوئی سنت بغیر حکمت کے نہیں ہوتی اور بغیر حکمت کے کوئی بھی سنت ہو اپنا سائیڈ ایفکیٹ پیدا کر دیتی ہے۔

جہاں میں رنگارنگی سے سجا بازار بندوں کا
مگر ہے ہاتھ میں عورت کے کاروبار بندوں کا

کہے ہے زن یہ مردوں سے کٹا دو داڑھیاں مونچھیں
جو اب چٹیا رکھو گے تو چلے گھر بار بندوں کا

سجا کر چہروں پر اپنے یہ جھوٹے ورق داڑھی کے
ہے مارا تم نے کاروبار میں اعتبار بندوں کا

کبھی چلتی تھیں مونچھیں داڑھیاں دنیا کے دھندوں میں
کبھی افلاک آ کے کرتے تھے دیدار بندوں کا

مگر اب چل رہا ہے سارا کاروبار چٹیا پر
چاہے لاکھوں کا چٹیا پر چڑھے ادھار بندوں کا

تکیں چٹیا تو آئیں دوڑ کر آنکھیں گرم کرنے
تکیں داڑھی تو خالی ہو جائے بازار بندوں کا

یہ داڑھی جب حیا کرتی تھی اپنے ربِ اعلیٰ سے
اسی داڑھی کی عظمت میں تھا رب سے پیار بندوں کا

حیا جاتی رہی پیکر وہ چھوٹا ہاتھ سے اس کے
گیا پیکر تو داڑھی سے گیا اعتبار بندوں کا

ابھی تو کارفرما داڑھی ہے عورت کے چکر میں
ابھی تو عشقِ عورت میں ہے دل بیمار بندوں کا

محمدؐ جب تلک آئیں گے نہ بازار میں اپنے
بنے گی داڑھی نہ تب تک یہ چندن ہار بندوں کا

کمندیں جب سے شفقتؔ ڈالی ہیں ملاں نے حوروں پر
ہوا تب سے عبادت میں قبیلہ خوار بندوں کا

لمحۂ فکریہ

وہ کہ جس نے فقط اپنے لئے پیدا کیا ہم کو
میں سوچوں ہوں کہ کل اُس آفریں سے کیا وفا ہوگی

خدا گر آج کہہ دے حورو دوزخ میں چلی جاؤ
تو پھر جنت کے بدلے لب پہ دوزخ کی دعا ہوگی

حیا کا درس دیتی ہے یہاں جبکہ نماز ہم کو
تو پھر کیا حوروں کی چاہت خداوند سے حیا ہوگی

واں جب شفقتِ خدا کو چھوڑ کر ہم خُلد مانگیں گے
تو کیا اِس آرزو پر حقّ کی نہ نیچی نگاہ ہوگی

اللہ کا جہاں

نہ عرش پہ دیکھا نہ سرِ خاک عیاں ہے
انساں کہ مخاطب ہے خدا جس کو کہاں ہے
وہ جس کو محبت میں خدا جھوم کے بولے
آجا کہ چلیں صحرا کو کیا اچھا سماں ہے
سر کاٹے قیامت کا جگر کاٹے حشر کا
دن رات تماشہ یہ لگا رہتا وہاں ہے
صحرا کہ جہاں اللہ کی ہیں باہوں کے جھولے
گوشۂ محبت ہے وہ اللہ کا جہاں ہے
شفقت ہے یہاں اب کہ میرے دل کی یہ حالت
ہر روز قتل ہوتا ہے ہر روز جواں ہے

میں اپنے خدا سے

عدم کی وہ باتیں جنہیں وہ بھول گیا ہے

عشقِ خداوندی کے آئینے میں

نہ یوں سوزِ اندروں تھا میرے ارتقا سے پہلے
نہ بہار پر تھی رحمت میری اُس خطا سے پہلے

نہ یہ قاتلانہ نظریں نہ یہ فتنہ ساز آنکھیں
تیرے پاس یہ کہاں تھیں غمِ آشنا سے پہلے

نہ وہ قہقہے نہ باتیں نہ وہ زمزمے نہ راتیں
تو اتنا کب چُھپا تھا میری اِس نگاہ سے پہلے

وہ بہانے وہ یارانے نہیں یاد آج تجھ کو
میں اے کاش مر ہی جاتا تیری اِس ادا سے پہلے

شفقتؔ وہ چاند میرا پھر آیا پاس میرے
مجھے لے گیا منا کے میری اِس دعا سے پہلے

عورت نامہ

عورت اور شیطان

آ گئی نقشے پہ جب یہ مملکت
رب ہوا پھر برجمانِ سلطنت
چاکری میں با وفا آنے لگے
کام ہر اِک کے مطابق دے دیئے
اِک نبوت تھی اور اِک شیطانیت
حاملیں تھے اِن کے دو عند الطلب
دی نبوت حضرتِ انسان کو
اور تمغہ لعنتی شیطان کو

دھوم اُس کے زُہد کی تھی جا بجا
جس کو اِس بیگار میں چلتا کیا

ایسی بخشش پر وہ مردِ خوش لقا
گِر گیا سجدے میں کہہ کر شکریہ

پوچھا کہ ہے اِس کرم پر کام کیا
کِس کو پٹوانا ہے اُس کا نام کیا

بولا حقّ ہے نام اُس کا آدمی
اُس سے میری ہو گئی ہے عاشقی

وہ کہاں تک عشق میں کامل ہوا
اُس کو توُ ہر حال میں جا آزما

بولا پھر شیطاں دِکھا دوں ہاتھ دز
ہے شرط کہ توُ بھی میرے ساتھ ہو

کل کہے نہ یہ کہ کیا دھوکا دیا
مفت میں پِٹوا دیا بندہ میرا

ہاں کہ کچھ ایسے مجھے ہتھیار دے
تیر دے زہروں بھری تلوار دے

کی نذر شیطاں کی مال و زر کمال
بھر دیئے جھولی میں گوہر بے مثال

مئے رنگا رنگ کی وہ کھانے تاش کے
جام و مینا و سبو آکاش کے

بولا کہ کیا بھر دیئے گٹھے مجھے
لگتا ہے کروائے گا ٹھٹھے مجھے

پھر کیا حق نے عیاں عورت کا نور
مُرغزارِ حسن میں جامِ سُرور

جس کے عشوے عشوے میں شیطانیاں
جِس کے ذرے ذرے میں حیرانیاں

اِس کا جلوہ آدمی بے جاں کرے
یہ فرشتوں کو تکے شیطاں کرے

ناچا اِس کو دیکھ کر وہ سالہا
مرحَبا اَے دشمنِ جاں مرحبا

پھر خدا سے جھوم کر گویا ہوا
لو گیا دُنیا سے اَب بندہ ترا

اِس بھری بندوق کا اَب کام دیکھ
بادیانِ عشق کا انجام دیکھ

اِس کو کنپٹی پہ جس کی رکھ دیا
وہ جُھکا اور اِس کا بندہ بن گیا

پھینکی جب افلاک پر میں نے کمند
دیکھا تیرے پاس ہیں دیوانے چند

کیا مَروت ہے بھری اِس ذات میں
گِھر گئی خلقت تری اِس گھات میں

اِس پہ ہنسا اور خدا گویا ہوا
تُو بھی تھا سو جان سے مجھ پر فدا

تیرا بھی یہ دِل چُرا کر لے گئی
تجھ کو بھی ظالم یہ چکمہ دے گئی

اب بتا اِس میں ہے کیا تیری سزا
تُونے کیا مجھ کو نہیں دھوکا دیا

جِس گھڑی میں نے کہا تھا آدمی
ہو گئی ہے اُس سے میری عاشقی

تو کہ سرتاپا اِسے سُنتا رہا
تو جو عاشق تھا تو کیوں نہ مر گیا

اِس پہ جھنجھلایا پکارا اے خُدا
میں ہی ہوں دراصل آزمایا گیا

زُہد خالص ہو تو ہے پیغمبری
زن ہو شامل تو سراسر کافری

پھر خدا نے ماری چپتی گال پر
چھوڑ تقریریں جا اپنے جال پر

جتنی گھڑیاں تجھ سے گزریں گی میری
کاٹ لوں گا اُتنی میں تنخواہ تیری

عشق یہ ہے توُ مجھے دیکھا کرے
سادھو وہ ہے جو تجھے سیدھا کرے

بندے کو خدا سے علیٰحدہ کرنے والی

پہلی ناگن عورتِ دنیا، دوسری ناگن حورِ جنت

نمازوں میں اگر تیری کہیں جنت چھپی ہو گی
تہجد کے اگر دامن میں چاہت حور کی ہو گی

عبادت اس طرح کی جب خدا کے روبرو ہو گی
اِمامت رو رہی ہو گی خلافت رو رہی ہو گی

خُدا جنت سے اپنی کاٹ دے گا ایسی بستی کو
جہاں شہوت کے ہاتھوں آدمیت کٹ رہی ہو گی

لگا دیگا خدا خود آگ اُس بستی کے لوگوں کو
جنہیں لذت کی ناگن حور بن کر ڈس رہی ہو گی

خدا پھر اِن سے چل دیگا نظر بازوں کے جھرمٹ میں
جہاں پر زندگی عشقِ خدا میں لٹ گئی ہو گی

کوئی دوڑے گی صدقہ دینے کوئی آرتی لینے
کوئی سن کر مٹی ہو گی کوئی تک کر مٹی ہو گی

اِسی آواز پر شفقت خداوند جھومتا ہو گا
نظر جب بھی اٹھی ہو گی تری جانب اٹھی ہو گی

شادی اور نکاح

اسلام میں نکاح ہے شادی نہیں

کاتب مُطلق نے لکھا ہے نکاح پر حاشیہ
بندگی سرتاپا عورت مرد سرتاپا خدا
جو جھکا رکھتی نہیں ہے در پہ شوہر کے جبیں
زوجیت اُسکی گناہ ہے برطرف اس کا نکاح
پھول زلفوں کی قبا ہے خار تلوؤں کی قبا
نور کی اپنی ضیا ہے نار کی اپنی ضیا

شادی سرتاپا ہوس ہے پیار سرتاپا نکاح
جنسیت اپنی جگہ ہے دلبری اپنی جگہ
عشق کا من عرش پر ہے حُسن کا من فرش پر
عرش کا اپنا خدا ہے فرش کا اپنا خدا

چاک ہو جائیں جو شفقتؔ یہ حجابات نظر
تو نہیں اس سے جدا وہ نہیں تجھ سے جدا

شادی

عورت سے شادی بربادی، خداوند سے شادی آبادی

شادی کی حقیقت ہے جو مرشد نے بتادی
بربادی ہے عورت سے خداوند سے آبادی

عورت سے نکاح ہے اِسے تحویل میں لاؤ
تم اِس کے خدا ہو اِسے تعمیل میں لاؤ

سب اِس کے سبب سے ہیں جرم اور خطائیں
یہ ہوس کے دریا یہ جہنم کی سزائیں

آنکھوں میں جو بھر رکھی ہیں یہ اِس نے بلائیں
ہیں چاک کریں اِس نے فرشتوں کی قبائیں
اِس آدمِ خاکی سے دغا ہو نہیں سکتا
شامل ہو نہ عورت تو گناہ ہو نہیں سکتا

معاشرہ اور عورت

واصل ہے حال پر وہی ربِ کمال سے
وہ مرد جو نکل گیا عورت کے جال سے

کرتا ہے عشق جو بھی لبِ لال لال سے
سکتا نہیں بچا کوئی اُس کو زوال سے

عورت کہ جب تلک نہ ہو تبدیل یہ تری
تبدیلیٔ حیات جھٹک دے خیال سے

شفقت چلے ہے معاشرہ عورت کے ساتھ ساتھ
یہ شر کے سب دھمال ہیں اِس کے دھمال سے

مہرِ نصابِ محبت

مہر کی حقیقت اور اس کا غلط استعمال

شبِ زفاف، صاحبِ اسرار شوہر اور باصفا بیوی کی گفتگو

یہ گھونگٹ اٹھانے کا تحفہ ہے ماہی
محبت ، شرافت ، کرم کی گواہی

یہ جانِ وفا ہے یہ جانِ وفائی
مہر ہے شوہر کی سند بادشاہی

یہ وعدہ ہے شوہر کا جان و جگر سے
بھروں تیری جھولی میں لعل و گہر سے

کہا اس پہ بیوی نے من باصفا ہے
میں تجھ سے جدا نہ تُو مجھ سے جدا ہے

محمدؐ ہیں شاہد قرآں بھی گواہ ہے
نکاح اپنا یہ آسماں پر ہوا ہے

مہر آج ہے کہ یا قہر خدا ہے
عمر بھی لگے تو ناقابل ادا ہے

مہر آج اپنی حقیقت سے نکلا
طلب میں یہ اپنی عدالت میں پہنچا

عدالت کہ عورت کے سنگ بارضا ہے
ہے شوہر کا سر کہ شرم سے جھکا ہے

جہیز نے ہے سسرال گھر سے نکالا
مہر ہے کہ جس نے شوہر مار ڈالا

مہر سے تھی کل من میں محکم صفائی
مہر آج ڈالے دلوں میں جدائی

مہر سے ہے سانسوں کی رفتار اٹکی
کہ سر پر ہے یہ خونی تلوار لٹکی

خدا ہے محبت ، محبت خدا ہے
محبت نہیں ہے تو پھر مہر کیا ہے

یہاں بیوی بولی زبانِ صفہ سے
تجھے میں نے مانگا ہے اپنے خدا سے

نہ مہر کی خاطر نہ ملجا کی خاطر
مجھے بھیجا بس تیری پوجا کی خاطر

نہ زر مال شفقت نہ گوہر کی طالب
ہے بیوی وہی جو ہے شوہر کی طالب

کورٹ میرج خلافِ شریعت

ولی کے بغیر نکاح ناجائز

منکوحہ عورت کا دعویٰ تنسیخ ،یعنی نامحرم سے تعلقات کی تصدیق

موبائل کے کرشمات کیبل کے طلسمات

عدالت کے احسانات اور معاشرہ مرگِ مفاجات

دو آتشہ دارو کو قضا کیوں نہیں کہتے
اغوا کو یہ بیٹی کا گناہ کیوں نہیں کہتے

والی کے بناں کوئی گواہ فائز نہیں ہے
بھاگی ہوئی لڑکی کا نکاح جائز نہیں ہے

دھوکا ہے خداوند سے محمدؐ سے بغاوت
معاذ اللّٰہ اسے سمجھیں نہ توہین عدالت

ارباب وکالت کے ہیں مصروفِ شہادت
اور پشت پناہی کی ہے ہر طرح ضمانت

تنسیخ پہ رکھتی ہے جو خاوند کو معلّق
ہے اِس کا کسی مردِ نامحرم سے تعلق

محشر پہ یہ محشر ہے قیامت پہ قیامت
جب قوم کے مردوں پہ ہو عورت کی حکومت

وکیل کہ تنسیخ کا جب کھولے قلمداں
غیرت کہ عدالت میں کرے چاک گریباں

تغلیظ بیانوں کو وہ پھر طول کرے گا
عورت کی نگاہوں میں حیاء رہنے نہ دے گا

خاوند کی جو دہلیز گزر جاتی ہے عورت
خود اپنی ہی مہمیز میں مر جاتی ہے عورت

عورت کہ پتی رام میں اس شان کو دیکھے
درشن جو کرے اس کا تو بھگوان کو دیکھے

لڑکی جو کسی لڑکے سے ہو جاتی ہے پنہاں
ہوتا جو یہاں کاش کوئی مرد مسلماں

اک جوڑے کو سنگسار وہ کر دیتا جہاں سے
چھٹ جاتا سیاہی کا دھواں کون و مکاں سے

تنسیخ پہ عورت کو اُبھارا ہے یہ کس نے
مردوں کی قباؤں کو اتارا ہے یہ کس نے

برگشتہ کیا کورٹ نے کاکل کی حیا کو
تذلیل کیا دہر میں عورت کے خدا کو

آزادی کے یہ باب ہیں کالج نے پڑھائے
تنسیخ کے یہ راز وکیلوں نے سکھائے

شفقتؔ کہ ہوا جاتا ہے عورت پہ احساں کیا
مردوں کا نہ مِٹ جائے کہیں نام و نشاں کیا

پیشہ ور تعلیم اور عورت

طلاق عورت کی موت

بے حیائی کا یہ بڑھتا سلسلہ
فیض ہے یہ پیشہ ور تعلیم کا

یا کہ مر جاتی تھی یہ طلاق پر
یا کہ جھگڑا ہی ہے اب طلاق کا

سر سے ننگی اِنکی پیر و پیشوا
زندگی جن کی خلافِ فاطمہؓ

بیوی شوہر کے مقابل آ گئی
مرد شفقت اب کہ زندہ مر گیا

تزئینِ خلوت

ہو عورت جو شوہر کی تزئینِ خلوت
عجب ہے خدا سے وہ پھر مانگے جنت

خدا سے خداوند ، خداوند سے خاوند
ہے خاوند کا درشن خدا کی زیارت

ہے بیٹا جو والد کی محوِ زیارت
نہیں اُس کو رب دوسرے کی ضرورت

تلاوت ہے دن رات یہ اہل دل کی
محبت ، محبت ، محبت ، محبت

کُھلیں جس پہ شفقت جو اسرارِ وحدت
وہ مرشد میں دیکھے خداوند کی صورت

آج کا اَلمیہ

حقوقِ زن کا نفاذ مرد سے برابری کا محاذ

لگ پھگ جوان سے ہوا عورت کا دام اب
گویا نہ مرد سے رہا عورت کا کام اب

سوچوں ہوں جبکہ مرد سے پیدا ہوئی ہے زن
پھر کیوں نہ دے ہے اِس کو یہ اِس کا مقام اب

پہلے تو اِس نے کاٹ دی خود میم مرد کی
سرکار نے پھر کر دیا قصہ تمام اب

یا زن کہ در پہ مرد کے کرتی تھی جاں فدا
یا زن کہ مرد کا کرے ہے قتلِ عام اب

عورت کہ اپنے ہاتھوں ہے خود آپ کٹ رہی
تلوار ہے کہ ہو گئی ہے بے نیام اب

چند اِن میں ایسی ہیں کہ ہیں انگریزی نسل کی
تب ہی تو اِن کے چڑھ گیا سر پر حرام اب

باقی ہیں جو پابند ہیں اللہ رسولؐ کی
کرتی ہیں پانچوں وقت یہ سجدہ سلام اب

دنیا کی چل رہی ہے یہ اب قسط آخری
محشر کا کہ قریب ہی ہوگا قیام اب

شفقتؔ حقوقِ زن پہ اب غور و فکر کے بعد
لگتا ہے خاک سے گیا عورت کا نام اب

جہیز تصوف کے آئینے میں

گردابِ زمانہ میں چھپا ہوا خزانہ جس کی روشنی کی آج عورت کو ضرورت ہے

جہیز اک اساس ہے اک دفترِ سپاس
جس کا کہ آستان ہے اس دل کے آس پاس

یہ آرتی ہے مرد کے حسن و جمال کی
اس جانِ جاں بہار کی اس بے مثال کی

اقرار ہے یہ لیلیٰ کامل یقین کا
قدموں پہ سر رہے گا سدا مہ جبین کا

کاڑھا ہے جس نے نام کو کالر قمیض پر
گویا کہ دل کو رکھ دیا دل کی دہلیز پر

برتن کہ خوش دہان ہیں ساجن سے ہمکلام
کنداں ہیں طاش طاش پر پھولوں بھرے سلام
میں بھی ہوں من سے شام کی دل بھی ہے شام کا
جو بھی ہے یہ سب ہے میرے شوہر کے نام کا
القصہ شہر گل فشاں بیٹھے جہاں جہاں
چومے جہیز پاؤں کو جھک کر وہاں وہاں
بھر لے جو مانگ شوہر کے پاؤں کی دھول سے
جھولی بھرے اس کی خدا جنت کے پھول سے
شوہر کی آبرو سے ہی ہر آبرو ملے
کل ہو گی جس کے فیض سے جنت وہ پا تلے

اولاد جبکہ باپ کو دیکھے گی جھوم کر
جنت میں جائے گی مگر ماں کو وہ چوم کر

ہے شرط یہ کہ شوہر کا ہو رخ جِدھر جِدھر
بیوی کی سجدہ گاہ بھی ہو شفقتؔ اُدھر اُدھر

مکتب ہاجرہؑ

درسِ حقیقت

یہ سب کچھ میرے باپ کی عطا ہے
میری ماں کی بخشش میرے باپ کے ہاتھ میں ہے

چند شہنشاہ مائیں

ہوا ہاجرہؑ کو جوں عشق خلیلؑ
ہوا یوں خدیجہؓ کو احمدؐ کے ساتھ

پڑی جب تھی عائشہؓ کے چہرے پہ جھات
محمدؐ کی اُس پر کُھلی دینیات

ہوئی فاطمہؓ بھی فنا فی العلیؑ
علیؑ وہ کہ جو تھا محمدؐ کا ہاتھ

چلی جب زلیخاؑ کی مالک سے بات
گئے سر کٹا کر وہ لات و منات

تکا جب وہ یوسفؑ، یہ یوسفؑ گیا
بنی اُس سے جو نہ بنی اِس سے بات

یہی جانِ جنت ، یہی جانِ عالم
یہی ہیں کہ رنگینئ کائنات

اِنہیں کی قیادت اِنہیں کی صفات
آہ کہ یہ لگ جائے عورت کے ہاتھ

تو پھر خاک پر وہ اُتر آئے جنت
خدا مِل کے بیٹھے ہے بندوں کے ساتھ

مرد ہو کہ شفقتؔ فنا فی الخدا ہو
اور عورت کی بیعت ہو خاوند کے ہاتھ

دھرتی پر بخشش کے خدا

وصالِ خُدا اور جمالِ مصطفیٰ ؐ کی دو مجسم صورتیں

ماں اور باپ

زیارت ماں کی صورت میں جمالِ مصطفیٰ ؐ معافی
اگر ہے باپ حاصل تو وصالِ کبریا معافی

تمہیں بخشش کی خاطر اور جا ، جانا نہیں پڑتا
یہ خوش ہیں تو کسی منزل پہ گھبرانا نہیں پڑتا

خُدا کی صورتیں

یہی حُسنِ خدا سے ہیں مزئین صورتیں دونوں
یہی ہیں صورتِ حقّ کا تعین مورتیں دونوں

خدا اِن صورتوں سے ہٹ کے دیکھا جا نہیں سکتا
کسی مسجد میں مندر میں وہ پُوجا جا نہیں سکتا

وارثانِ انبیاؑ

حج کیا عمرہ کیا اَسود کو بھی بوسہ دیا
جنت ملی حوریں ملیں اُلٹی پڑی گاٹے بلا

میں تو تکنے کو گیا تھا چہرہ ابراہیمؑ کا
وہ قدم کہ جن پہ سر رکھا تھا اسمٰعیلؑ کا

وہ نگاہ کہ جس نگاہ پر مر مٹی تھی ہاجرہؑ
جان وہ جس کو کہا جانِ محمدؐ مصطفیٰؐ

یہ زمیں کے ناخدا ہیں وارثانِ انبیاؑ
ہاتھوں میں اِنکے خدا کا ہے مکمل معاشرہ

ہاجرہؑ کو یہ کہا تُو جو کرے وہ دین ہے
کیونکہ چوکھٹ شوہر پر ہر آن ہے سجدہ ترا

تو بھلی چاہے جسے جنت تری تقسیم کر
یہ جو خطہ اِرم کا ہے نام تیرے لکھ دیا

اور اسمٰعیلؑ کو فرمایا اَے جانِ وفا
تو نے حرمِ باپ کو کعبے کا کعبہ کر دیا

تُو محبت میں محمدؐ اور عشق میں الحسینؑ
ایک گھر تیرا مدینہ دوسرا کرب و بلا

جب دُعا مانگی گئی تھی کعبے کی تکمیل پر
میں نے خلقت کے دلوں کو سُوئے کعبہ کر دیا

کعبہ سے ہوتی ہے میری عاشقی کی ابتدا
اور کربل میں عشق نے کر دی اپنی انتہا

یا کہ دھرتی سے تعلق تھا مرا مخلوق کا
یا بناں دھرتی کے دل میرا کہیں لگتا نہ تھا

یہ وفاؤں کا اثر تھا یا اطاعت کا صِلہ
اِس دُعا پر ہو گیا جانے ہمارے دل کو کیا

یہ دُعا تھی یا کہ شفقتؒ زلف کی زنجیر تھی
ایسے پھنسایا کہ نہ پھر میں زمیں سے جا سکا

یا کہ ابراہیمؑ پر میری یہ ٹکتی تھی نگاہ
یا کہ کمبل پوشؐ سا مجھ کو کوئی دِکھتا نہ تھا

وہ کہ جب نیزے پہ سر ٹانکا گیا گلفام کا
وہ کہ اُس سے ہو گیا سودا میری ہر شام کا

کل کہ صحرا میں مرے مہکیں گے دریا خون کے
کل کہ جب اعلان ہوگا میرے درشن عام کا

وہ جو دنیا میں تیرے ہاں گالیاں کھاتا رہا
وہ تو اِک سرمست وشیدائی تھا میرے جام کا

سانگ پر معراج کو یہاں کون لے آتا تجھے
نوریوں کے بس کا نہ تھا یہ اِسی کا کام تھا

وہ تجھے صحراوں میں اُونچا کیسے پھرتا رہا
وہ کہ راہِ عاشقی میں آشنائے عام تھا

پھر کہا شفقتؒ ملیں گے کربلا والوں سے ہم
پھر کھُلے معراج گھر اِک کربلا کے نام کا

عیدالاضحیٰ حضرت ہاجرہؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے عرس کا دن

جہانوں کی ماں حضرت ہاجرہؑ کی عظمت

تحمل ماں کی سیرت کا تجمل ماں کی صورت کا
نہ رب کے اُس خزانے میں نہ رب کے اِس خزانے میں
فقط اِک حرف کُن سے ہو گئی تخلیق دنیا کی
مگر لاکھوں زمانے ہیں لگے ماں کو بنانے میں

زمانوں کے باپ حضرت ابراہیمؑ کی شوکت

مگر وہ حق نُما حقّ کا کنیزک ہاجرہؑ جس کی
لگی تصویر ہے جس کی خدا کے دل کے خانے میں

وہ والد شاہجہانوں کا وہ قبلہ لامکانوں کا
نہ اُس سا اُس زمانے میں نہ اُس سا اِس زمانے میں
وہ دلبر دل نشینوں کا وہ جھومر ماہ جبینوں کا
وہ روٹھے تو لگیں ماں کو کئی راتیں منانے میں

رکھے دیئے جلا کر رات کو دیوار پر اپنی
کہ شاید دیکھ کر آ جائے وہ گھر کے ویرانے میں

مگر وہ دیکھ کر اِن کو یوں بولے بے نیازی سے
کہ ایسی کئی ہزاروں ہیں مرے دیوان خانے میں

یہ سارہؑ ہاجرہؑ جیسی پڑی ہیں راہوں میں میری
کئی تلوے سہلانے میں کئی پلکیں بچھانے میں

مگر شفقت کہ ہم مصروف ہیں دلبر کے درشن میں
کبھی آنکھیں ملانے میں کبھی چلمن ہٹانے میں

عیدالاضحیٰ

حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بیٹے کا سوال
اور حضرت ہاجرہؑ کا جواب

بیٹے نے پوچھا ماں سے کہ اَے جانِ دو جہاں
کچھ شان ابراہیمؑ کی ہو جائے گلفشاں

کیسا جمالِ پاک ہے صورت ہے آپؑ کی
کیسی نگارشات ہیں مورت ہے آپ کی

گویا یوں ہاجرہؑ ہوئیں دھرتی کی کیا مجال
اُس کے کسی کمال کی دی جا سکے مثال

یہ چاند و کہکشائیں یہ ذرے ہیں راہوں کے
سورج جو آسماں کے ہیں دھوون ہیں پاؤں کے

وحدت میں جانِ عشق ہے کثرت میں دو جہاں
جلوت میں حُسنِ آفریں خلوت میں جانِ جاں

تصویر میں نہ لے سکی قدرت کمال کی
صورت نہ دیکھی آجتک بدیع الجمال کی

کیا حُسنِ آگہی کا یہ خطبہ سنا دیا
خنجر کے نیچے باپ کے بیٹا لٹا دیا

کہنا تھا آسماں پہ یہ ربِ جلیل کا
دھرتی پہ بازی لے گیا بیٹا خلیلؑ کا

قربانی تماشہ نہیں ہے!
عاشقی ہے عاشقی

قربانی کرتے وقت اگر حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ جیسا ذوق پیدا نہیں ہوا تو قربانی نہیں ہے بلکہ یہ گوشت کھانے کی ہوس ہے جس پر کل خدا اُس جانور کے خون کا تجھ سے قصاص لے گا

جیسا کہ بندگی میں ہے تُو بندہ وہ خدا
ایسے ہی والدین ہیں مالک اور تُو گدا
قربانی کر رہا ہے تو پہلے یہ سوچ لے
کیا مانے اپنے باپ کو حضرت خلیلؑ سا

اور وہ وفا جو لوریاں دیتی رہی تجھے
دیکھے ہے اُس کو کیا کہ تُو مانندِ حاجرہؑ

اور یہ بھی جان جس کا کہ بیٹا کہلائے تُو
رکھتا ہے اسمٰعیل سی اُس سے تُو کیا وفا

ایسا نہیں تو پھر گئیں قربانیاں تیری
گوشت کو گر چھوئے بھی تو ہوگی تجھے سزا

کیونکہ یہ تاج لے گیا بیٹا بتولؑ کا
شفقت لہو کہ اِس میں ہے شامل رسولؐ کا

ماؤں کے دُلارے

خُلد ہے اللہ کے یاروں کی جگہ
اور دوزخ زن کے ماروں کی جگہ

جیل خانے اور سر بند کوٹھیاں
ہے یہ ماؤں کے دُلاروں کی جگہ

شاہی چاہتا ہے تو رکھ سر کاٹ کر
باپ کے اقدس پیزاروں کی جگہ

دین حنیف کی جہانگیری

ماں اپنے بیٹے سے

یہ جان کے سر رکھنا ہے قدموں میں پتا کے
اک پاؤں میں گنگا ہے تو اک پاؤں میں جمنا
لکھا ہے درِ باپ پہ تم آنا سنبھل کر
درشن ہے یہ بھگوان کا سر کاٹ کے رکھنا
آواز بھی آواز سے ٹکرانے نہ پائے
قدموں سے نظر سجدے سے سر اُٹھنے نہ پائے
ماں تیری بھی اِس در سے سورگ بار ہوئی ہے
جنت تری جنت کی سزاوار ہوئی ہے

حج اور عمرہ ایک چیک پوسٹ

کر غور ذرا اِس پہ کہ حج ہو کہ یا عمرہ
کر لیتا ہے جو اِس کو تو ویسا نہیں رہتا

یا ہوتا تھا وہ خُلق و محبت کا جگر بند
یا خُلق و محبت کا وہ بندہ نہیں رہتا

آتا تو ہے وہ دیکھ کے بندوں کا خداوند
پھر کیوں وہ یہاں بندوں کو اپنا نہیں لگتا

کر یاد کہ رہتا ہے وہاں وہ بھی ہنر مند
حملے سے کہ جس کے کوئی بچتا نہیں دیکھا

بُجھ جائے محبت کا دِیا پھونک سے اُس کی
ایماں تو بیچارہ ہے کہ تکتے نہیں رہتا

وہ بندہ کہ جو اُس سے کہ پکڑا نہیں جاتا
معراج وہ کرتا ہے وہ عمرہ نہیں کرتا

چیک بندے کو کرتا ہے کہ یہ چاہتا ہے کس کو
اللہ پہ یہ مرتا ہے یا حوروں پہ ہے مرتا
تکتا ہے کہ سب مانگیں ہیں حورانِ خُلد کو
اللہ کی طرف کوئی بھی جانا نہیں چاہتا
روتا ہے وہ پھر دامن کعبہ کو پکڑ کر
کیا مجھ کو توُ وہ بندہ دِکھانا نہیں چاہتا
جس کو کہ کہا تھا کہ کروں اُس کو میں سجدہ
وہ سجدہ جہاں سر کو اُٹھایا نہیں جاتا

کعبے کے خدا تجھ سے کروں واسطہ تیرا
وہ بندہ مِلا جس سے کہ حج ہو جائے میرا

جنت کیلئے حج

یہ حج ہے جو جنت کا کرے بانجھ دلوں کو
یہ حج کہ جو کرتا ہے وہ بندہ نہیں رہتا

دن رات لگا رہتا ہے ناپاک ہوس میں
جس طرح کہ عورت کو یہ دھرتی پہ ہے کرتا

جب تک تُو جہانوں سے نکل جائے نہ شفقتؔ
تب تک وہ خدا تجھ کو نہیں کہتا کہ آ جا

مقامِ کعبہ

مانگیں ہیں وہاں جا کے یہ جنت کے نظارے
شیطاں بھی کھڑا دیکھے ہے کعبہ کے کنارے

فرمان یہاں ہوتے ہیں اے جان کے مارو
بیٹھے ہوئے اِس سینے کے شیطان کو مارو

کرتے ہیں دعائیں کہ دِکھا خُلد کا دھارا
شیطان اُبھارا ہے کہ شیطان کو مارا

حج کی تو اصل یہ ہے کہ اصرار کریں ہم
آ سامنے بے پردہ کہ دیدار کریں ہم

اُلٹا یہ خُلد مانگیں ہیں حوروں کے نظارے
لا پاس ہمارے اِنہیں لا پاس ہمارے
نہ اتنا ستا اتنا رُلا دل کے جلوں کو
حوروں سے بھرو جھولی کہ ہم جائیں گھروں کو
کیوں سمجھیں نہیں لوگ یہاں تیرے اِشارے
قربان کرو بیٹے کہ حج ہونگے تمہارے
یہ ایسی جگہ ہے کہ جہاں جوش نہیں ہے
آدابِ محبت ہیں یہاں ہوش نہیں ہے
پڑھتے ہیں یہاں بندے سبق عشق و وفا کا
دیدار یہاں ہوتا ہے بندوں کو خدا کا
یہاں جانیں کہ عشاق کی خیرات ہوئی ہیں
اللہ سے محبت کی شروعات ہوئی ہیں
شفقت کہ وہ لہرا کے چُھری بام کو پہنچی
کربل میں شروعات وہ انجام کو پہنچی

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بادشاہی کے گُر شہنشاہی کے راز

باپ کی اَنا، باپ کا ناز

بستانِ رنگ و بو میں تُو سر کو اٹھا کے رکھ
بیٹی چھپا کے رکھ یہاں بیٹا جھکا کے رکھ
بیوی کو اپنے دُوبدو ہونے نہ دے کبھی
چاہتا ہے سروری تو پھر اِسکو تُو ڈھا کے رکھ
والد خدا کا روپ ہے جنت ہے ماں کا گھر
اِس آستانِ ناز میں خود کو مٹا کے رکھ

حق کا جو یہ وصال ہے جنت میں ہے کہاں
اِن کا جو تجھ سے پیار ہے رحمت میں ہے کہاں
طالب کو مرشد عشق میں جوں مصطفیٰ ﷺ لگے
بیوی کو شوہر بیٹے کو والد خدا لگے

شفقت یہی ہے دین حق اب مصطفیٰ ﷺ کے پاس
جائے گا اس کو چھوڑ کر تُو کس خدا کے پاس

یہ آگ اور خون کے دریا

آلِ نُوحؑ پھر اُبھر کر سامنے آ گئی

خودکُش حملہ آور والدین کے وہی نافرمان پاپی ہیں

گرتا پڑتا بارگاہِ اِیزدی میں میں گیا
تھام کر دامن خدا کا رو کے کی یہ التجا
خون کے طوفان ہر سو ہیں لگی ہے گھات کیا
اِتنا سنگ دل تُو نہیں تھا آخرش ہے بات کیا
اِس پہ حق گویا ہوا برپا یہ کیوں محشر ہوا
دھرتی پر انسان کیوں انسان کا نشتر ہوا
آلِ نُوحؑ نے ماں کو اپنی کل وہاں اَمرت کیا
اور ماں سے مل کے ماں کا ناخدا غارت کیا

اپنے مرکز اپنے منبع سے جدا وہ جب ہوئے
ماں کے سنگ بیٹے تمامی ڈوب کر تب مر گئے

من میں تابش تھی محبت میں مرا جانی تھا وہ
وہ طوفاں تھا کیا کہ نوحؑ کی آنکھ کا پانی تھا وہ

خون کے طوفان برپا اب کے اس صورت میں ہیں
وہ فنا تھے ماں میں اپنی یہ فنا عورت میں ہیں

ماں کو جس نے قہر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اگر
کاٹ ڈالا اُس نے گل اَفشاں بہاروں کا جگر

اُگل پڑتے ہیں زمانوں پر جہاں کے بحر و بر
حشر برپا ہوتا ہے جب باپ کا جھکتا ہے سر

نسبتِ سادات کیا اِملاک کیا افلاک کیا
کٹ گیا جو باپ سے وہ صاحبِ لولاک کیا

آلِ نوحؑ سے بات کل تھی آج ہو تم روبرو
چشمِ حق نہیں دیکھ سکتی باپ کو بے آبرو

نوٹ: جو شخص ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو انتظار کے بہانے فٹ پاتھ پر چھوڑ جائے اور اسے پھر لینے نہ آئے تو بتاؤ خدا ایسے شخص کو بم سے نہ اڑائے تو کیا کرے۔ یاد رکھو! ہم میں سے ہر دوسرا شخص ماں باپ کا نافرمان ہے۔

دُنیا نامہ

علمِ غذا، علمِ لباس، علمِ صحبت

حاصلِ ولایت، حاصلِ نبوت، حاصلِ خدا

جس پہ ہو جائے غذا کا راز فاش
اور لبادوں کا علم ہو جائے تاش

یہ کہ جو سمجھے غذا ہے چیز کیا
اور پہناوے کی ہے مہمیز کیا

صحبتیں میری ہیں کس آشام سے
گفتگوئیں میری کس گلفام سے

یہ کہ میں ہوں مصطفےٰؐ کا جان نشیں
یہ کہ ہوں نائب خدائے عالمیں

یہ کہ روحِ حق ہوں میں آدم ہوں میں
یہ کہ دھرتی کا یہاں ناظم ہوں میں

ایسا نہ ہو کہ کسی بھی بام پر
خلق یہ ہنسے تمہارے نام پر

مصطفےٰؐ نہ سر جھکائیں گام پر
حق نہ شرمائے ہے تجھ سے بام پر

وہ کہ درشن جسکا ہے تلوار پر
وہ کہ جو چمکے چھری کی دھار پر

وہ کہ کہہ دے نہ تجھے تہوار پر
کیا کہ قرباں سر کِیا ہے یار پر

یہ نہیں تو یہ دیوار و بام کیا
تیرا مجھ سے میرا تجھ سے کام کیا

وہ ہے شفقتؔ تُو کہ جسکی جہات پر
رکھ دیئے حق نے فرشتے کاٹ کر

فقر کی بے لاگ فقہ اور پُرسوز شریعت

گناہوں سے بچنے کیلئے ارشاداتِ نبویؐ سے اقتباس

نہ کر تبلیغ تو من کو چلّے تسبیحاں کرنے کی
اگر تبلیغ کرنی ہے تو کر تبلیغ مرنے کی

اگر منظر ہے سچ تو پھر کفن رکھ لے سرہانے پر
یہی شرع فقر کی ہے گناہوں سے گزرنے کی

خدا کا فضل ہو تو پھر قبر بھی رکھ تیار اپنی
یہی وہ پہلی جولاں گاہ ہے اپنے رب سے ملنے کی

وہ جنت جس میں رب ہوگا وہاں حوریں نہیں ہونگی
وہاں تو جلوے ہی ہوں گے نہ مہلت ہو سنبھلنے کی

وہ دلبر تو کبھی کا تک رہا ہے تیری راہوں کو
تجھے شفقت پڑی ہے اِس جگہ دل کے بہلنے کی

معراجِ آدمی

سیرِ لا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ کے آئینے میں

معراج اصل میں سیرِ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ کی ہے تفسیر
قرآن میں اِس سیر کی باقاعدہ ہے تحریر
معراج کا مطلب ہے کہ آ دیکھ توُ مجھ کو
اس آنکھ کے درپردہ فضا زلف کی زنجیر
آ دیکھ یہاں عشق و محبت کی وہ راتیں
وہ جھولے میری بانہوں کے وہ سانسوں کی تاثیر

اِک اِک وہ حرف یاد ہے جو تُو نے کہا تھا
اِن قدموں میں اول ہے میری بانہوں میں آخیر

آ دیکھ کہ کس طرح سنبھالے ہیں وہ میں نے
ڈھالیں وہ تیری پلکوں کی آنکھوں کے میرے تیر

کر یاد وہ شفقتؔ وہ زماں وقت وہ پہرہ
جب عجز تیرا لے کے اُڑا مجھ کو ہمہ گیر

حصّہ اول

معراجِ آدمی

سیرِ لا اِلٰہ الّا اللہ

محبت اسمِ اعظم، محبت سرورِ عالمؐ

محبت حُسن کا جلوہ دکھائے
محبت بندوں کو مولا بنائے

محبت عاجزی میں جب رلائے
خدا کو خاک پر آنا سکھائے

تم اس کو تھوڑا سا مُسکا کے دیکھو
وہ تم پر پیار کے دریا بہائے

محبت ہو تو پھر کیسے ہے ممکن
بُلائے تُو تو وہ دوڑا نہ آئے

تُو جب اُس کو بہاروں میں ملے گا
وہ تجھ کو عاشقی کرنا سکھائے

عجب شفقت ہے کہ وہ آنکھ اپنی
اُٹھائے اور تُو بہکا نہ جائے

حصّہ دوم

معراجِ آدمی

سیرِ لا اِلٰہ الّا اللّٰہ

عشق کی آنکھ سے دِکھتا ہے سب کچھ
یہ نہ ہو تو لگے رَولا ہے سب کچھ

مدینہ سے گیا میں کربلا تک
نبیؐ کے شہر سے شہرِ خدا تک
زمانہ تھم گیا تھا بیخودی تھی
زمیں کی خاک سے عرش علیٰ تک

عشق کی آنکھ سے دِکھتا ہے سب کچھ
نظر جائے اَبد سے انتہا تک

تکا کہ اللہ ہی ہے حُسنِ اول
اور اس کی انتہا ہے مصطفیٰؐ تک

وہ کربل کے بھرے دریا لہو کے
وہ سب جاتے ہیں اُس کی جلوہ گاہ تک

وہ لاشے وہ زبانیں کانٹوں والی
یہ جائیں گال کے تِل کی بلا تک

بولے ہے اپنے عاشقوں کو
مزا یہ ہے خدا پہنچے خدا تک

ہے شفقتؔ عاشقی کہ مرمٹو تم
اور اس کی بھی خبر ہو نہ ہوا تک

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو مقام

نبوت اور فقر

اور دونوں کے اپنے اپنے کام

نبوت

چراغ و مسجد ، محراب و ممبر
ابوبکرؓ و عمرؓ ، عثمانؓ و حیدرؓ
نبوت کے انجم رسالت کے افسر
گرے جن کی ہیبت سے قدموں میں کافر

فقر

فقر کے شہنشاہ ، محبت کے رہبر
محمدؐ و حسنینؑ ، زہرہؑ و صفدرؑ
خدا نے زمیں پر فقط اِن کی خاطر
دیئے کھول اپنی زیارت کے دفتر

یہ چار عجائباتِ محبت

بُراق، کُتا، دُلدُل اور کربلا

بُراقِ مصطفیٰؐ رفتار خوشتر ، وہ چشمِ آہو وہ حوروں کی ہمسر
وہ کُتا غار والوں کا گداگر ، وہ سلطانِ وفا حق کا مسافر
وہ دُلدُل واقفِ یلغارِ حیدرؓ وہ خوں کے بحر کا تیراک و شاطر
جسے کربل ہے کہتی دنیا ساری وہاں بے خود ملے وہ جان و دلبر

بُراق

برق رفتار وہ کاجل کی دھاری
عرش پر جانے والوں کی سواری

وہ نازاں گلبدن وہ نور پیکر
خدا کے ذوق کی وہ مینا کاری

نبیؐ سے بولی وہ جانِ محبت
کرے ہے یاد تجھ کو ذاتِ باری

چلے آیئے کہ صحرا کو چلیں ہم
تو میری میں تکوں صورت تمہاری

وہ کتا پاکبازوں کا مقلد
وہ جنت لے گیا مُلاں کی ساری

وہ جنت کہ ملے تحفے میں اُن کو
کریں ولیوں کی جو خدمت گزاری

صلہ میں خود ہوں اپنے عاشقوں کا
یہ دیکھیں گے وہاں جلوت ہماری

مگر کتے نے جب دیکھی وہ جنت
جہاں حوروں سے ہوتی زہرماری

تو پھر رونے لگا دل کو پکڑ کر
لگا کرنے وہ پھر یوں گریہ زاری

خداوندا ترے پاکوں میں رہ کر
رہی مجھ میں نہ اب یہ ہوس کاری
مجھے واپس اُنہیں میں تو لوٹا دے
جہاں سانسیں کریں پوجا تمہاری
وہ سانسیں جو تری سانسوں میں کھو کر
وہاں بن جائیں ہیں صورت تمہاری
یہ دنیا دار کتے یہ کمینے
ہے جن پر لاکھ ہا لعنت تمہاری
وہ دُلدل شاعرِ نغمہ زارِ صحرا
تھی اُس کی کربلا والوں سے یاری
وہ کربل جس جگہ پر سرمدوں نے
سروں سے آرتی تیری اُتاری
تو پھر ہم نے بھی شفقت اُن سروں پر
جبینیں رکھ کے تصویریں اُتاری

تیرا مقام

قتل ہو گی کوچہ کوچہ آدمیت بے لگام
سُور کھائیں گے مسلماں دین بیچیں گے اِمام

یاد رکھ کہ زن کو جس نے دے دیا دل کا جہاں
آبرو اُس کی گئی اور ہو گئی عزت نیلام

نعرۂ تکبیر لب پر اور نعرۂ حیدری
آج کل جو مارتے ہیں وہ ہیں عورت کے غلام

عرش کا شفقتؔ اَمیں تُو یہ زمیں تیرا انعام
تو نبیؐ کا جانشیں ہے عاشقی تیرا مقام

دل کے جھولے میں

بہت کم جھولتے ہیں مجھ کو اپنے دل کے جھولے میں
ہزاروں لاکھوں میں کوئی ایک ہی مہمیز ہو دل کا

بہت ایسے ہیں کہ جو گم گئے ہیں دل کی راہوں میں
بہت ایسے ہیں جن کو میں پتہ دیتا نہیں دل کا

میں سوچوں ہوں نگاہوں کے جو نِشتر چل گئے اِن پر
بہا لے جائے نہ اِن کو وصل کے خون کا دریا

چمک جنت کی شفقت دل بگاڑے ہے جوانوں کا
جہنم ہے کہ بگڑوں کو جواں کر دے جہانوں کا

عقیدہ اور عقیدت

(حصہ اوّل)

عقیدہ مردِ کامل نر شجاعت
عقیدت جگ پھرت بیہودہ عورت

عقیدت ٹھوکروں میں دربدر کی
عقیدہ وارثِ کل بادشاہت

عقیدت کی کرامت سے محبت
عقیدے کی کرامت سے بغاوت

عقیدت میں ہے شفقت غرض و غائیت
عقیدے میں محبت ہی محبت

عقیدہ اور عقیدت

(حصہ دوم)

عقیدت من آشفتہ چھا گئی ہے آستانوں پر
عقیدہ دھرم اپنا لے گیا ہے آسمانوں پر

عقیدت خبطی عورت ہے بھکارن ہے یہ گھر گھر کی
پجارن ہے یہ در در کی ہے راندی اپنے شوہر کی

عقیدہ اس کا شوہر ہے سراپا نور سر بستہ
محبت میں خداوند کی رکھے ہے یہ بھی دل یکتا

کبھی یہ دار پر وجداں کبھی یہ خار پر رقصاں
کبھی جولاں میں پیکاں پر ہے لہراتا ہوا دِکھتا

نہیں یہ حُسن یکتائی عقیدت جاں کی فطرت میں
نہ دل ہے ایک پر رُکتا نہ من ہے ایک پر ٹِکتا
کبھی جاتی ہے اِس در پر کبھی جاتی ہے اُس در پر
بنی ہو جب نہ خاوند سے تو عورت یوں کرے دھندہ
یونہی شفقتؔ جو بندہ گھومے ہے در در عقیدت میں
وہ بندہ منزلِ حق میں ہے راندہ اپنے صاحب کا

عقیدہ باصفا

دیکھو کہ میں نے عقیدہ باصفا زندہ کیا
دیکھو کہ میں نے عقیدت میں ہے اُن سے کیا کیا
بعد از معراج اُنکی اور پیچھے پشت کے
فاتحہ بھی پڑھ دی اُنکی چالیہ 2 بھی کر دیا
یہ بھی نہ پوچھا کہ تم نے رب کے اُس دربار میں
میری خاطر کیا کیا اور اپنی خاطر کیا کیا

2: ’چالیہ‘ پنجابی زبان میں بعداز مرگ ’چالیسویں روز‘ کو کہتے ہیں۔

نہ کری کوئی بات میں نے اُن سے حُسنِ یار کی
وہ کہ محشر تھا سراپا یا قیامت کا نشہ

کیسے تم کو لے گیا وہ اپنے صحرا کی طرف
کیسا خونِ عاشقوں سے تھا واں دریا بہہ رہا

کیسی زلفِ عنبریں تھیں کیسی کاجل کی ضیا
کیسے اُس دریا پہ نازاں ناز سے تھا چل رہا

کیوں بھلا میں پوچھتا اُن سے حقیقت کا بیاں
نہ خدا سے پیار تھا مجھ کو نہ اُن سے واسطہ

میں کہ تھا اندھا عقیدت میں کہ نہ دیکھا سُنا
پرچہ لکھا اور حق میں اِن کے دعویٰ کر دیا

ایک ہی یہ ضد تھی میری ایک ہی تکرار تھی
کیوں ہوا یہ کیوں ہوا ہائے یہ کیونکر ہو گیا

کیوں محبت میں عرش کے بام و درسب کُھل گئے
کیوں یہ خاکی خاک سے اُٹھا خدا کو جا ملا

یہ سُنا تو حق نے بولا دور لے جاؤ اِسے
یہ کہ جاہل نے مزا ہی کھو دیا دیدار کا

یہ نہ جانے عشق کیا ہے ، پیار کیا ہے، یار کیا
یہ نہ جانے مصر کیا ہے مصر کا بازار کیا

یہ نہ دیکھا سانگ پر ہے کس طرف وہ جا رہا
کس جمالِ آفریں پر گھر کا گھر لٹوا رہا

یہ کہ کس کو جھاڑ کر دامان ہے دکھلا رہا
یہ کہ کس کو سر کٹا کر کہہ رہا ہے ، آ رہا

یہ کیا جانے گردنیں کیا ، تیر کیا ، تلوار کیا
ہے عجب زندوں سے یہ مردہ کریں ہیں پیار کیا

یہ تو بندے ہیں ہوس کے اِن کا ہے اعتبار کیا
یہ کیا جانیں خنجروں کی کاٹ کیا ہے دھار کیا

وہ کہ تلواروں میں سر اونچا تھا جس تلوار کا
وہ کہ جس پر نغمہ تھا گایا گیا ملہار کا

اُس نے جب دیکھا تماشہ حُسن کے بازار کا
دونوں ہاتھوں اُس نے بھی لُوٹا مزا دیدار کا

وہ کہ خنجر جس نے سر کاٹا تھا اُس دلدآر کا
اُس نے کہ بند توڑ ڈالا عشق کے منجھدار کا

اُس نے کہ سب سر ہی کر ڈالے تھے دریا خون کے
وہ کہ ہاکر 3 تھا خدائے حُسن کے اخبار کا

یہ کہ رقصاں تھے سبھی اُس کے لب و رخسار پر
وہ کہ نازاں تھا ، بہاراں تھا ، گل و گلزار تھا

میں کہ تھا اب پانی پانی ، دیکھنا دشوار تھا
وہ کہ تھے سب جانی جانی ، اُن پہ رب بلہار تھا

3: ہاکر (Hawker) سے مراد ہے اخبار فروش۔

خالی آستانے اور بے مقصد سکول

کاش بند ہوں آستانے اور بے مقصد سکول
جن میں نہ اِس من کو من سے جوڑنے والا ملے

اب تو چاہیے کہ تصوف پر کوئی ہنگام ہو
اب خِرد کے بُت کدوں کو توڑنے والا ملے

لکھ دِیں ہم نے جلد پر جلدیں نصابِ خُلد پر
اب تو دل کی جلد کو کوئی کھولنے والا ملے

رو رہی ہیں اب زبانیں کس سے بولیں حالِ دل
اب تو رب سے بے تکلف بولنے والا ملے

پھر سے شفقت رکھ دیے دیئے در و دیوار پر
پھر سے دروازے پہ کوئی بیٹھنے والا ملے

بحوالہ محبت بحوالہ خلافت

موجودہ اُمت کے بارے میں خدا اور مصطفیٰؐ کی باہم گفتگو

میری معیت سے انہیں اور تیری بیعت سے انہیں
مل رہا تھا پیارے سب کچھ گھر میں عزت سے انہیں
دیکھو یہ اب روٹی کپڑے کی بھکارن بن گئی
دیکھ اُمت تیری جنت کی پجارن بن گئی
ہے تعجب ایسی اُمت سے محبت تُو کرے
میں نہ مانوں گا جو کل اِن کی شفاعت تو کرے

بولے اِس پر مصطفیٰؐ کہ یہ بھلی ناطے میں ہے
پیار کا تیرا جو دریا ہے وہ کس کھاتے میں ہے
اسکی وسعت اسکے ساحل کا نشاں کوئی نہیں
روبرو اس کے یہ تیرے دوجہاں کوئی نہیں
قابو میں حالات نہ ہیں نہ ہی ان کا توڑ ہے
طُرہ اِس پر یہ ہے کہ رحمت تری منہ زور ہے
خوش ادا غنچہ دہن در پر بٹھا رکھی ہے کیوں
خوش طبع چہرہ چمن سر پر چڑھا رکھی ہے کیوں
مُجھ کو کہتے ہو کہ آنسو نہ نکل پائیں تیرے
مُجھ کو خطرہ ہے کہ پاؤں نہ پھسل جائیں تیرے

مُلاں جنت کے جاسوس

نقشہ جنت کا خدا جانے لگا کب اِنکے ہاتھ
راز داری بھی ملی ہے اِن کو راہداری کے ساتھ

لکھا تھا جنت کی جو حوریں ہیں بوڑھی ہو گئیں
چاندی بالوں میں بھری ہے اور وہ کُبڑی ہو گئیں

اِس پہ مُلاؤں کے تھے جو داغ دل کے جل اُٹھے
ہوس کے جنگل تھے جو من میں وہ سارے بَل اُٹھے

پھینک کر منکے مصّلے تسبیاں سب توڑ دیں
ہم رہے مالش کراتے حوریں بوڑھی ہو گئیں

پھینکیں جنت پر کمندیں تالے کھولے تار سے
ناکہ بندی کر کے اُس کی بھر دی خندق خار سے

پھر آوازیں دے کے وہ دوڑے بڑی رفتار سے
آ رہے ہیں آ رہے ہیں ہم درو دیوار سے
باندھ رکھی ہیں یہ تاریں ظالموں نے خار سے
نوری ہیں بے دل ہیں یہ واقف نہیں ہیں پیار سے
پہلے تو اِن عاشقوں نے حوروں کو کٹھا کیا
پھر دعاؤں کی سپاہ سے اُن پہ حملہ کر دیا
یہ کہ حملہ تھا اچانک اور تھیں وہ بوڑھیاں
جو کہ بیٹھی بام پر تھیں اُن نے کھینچیں سیڑھیاں
اور جو ہتھے چڑھ گئی تھیں اُنکی رگڑیں ایڑیاں
جو فنا فی الحور تھے اُن نے جلا دیں بیڑیاں
اور جو شفقت تھیں جواں اُن نے اُٹھالیں کھیڑیاں
دیکھا یہ تو کہہ کے بھاگے ، پینیاں ہُن پینیاں
یہ بھی لکھا ہے وہاں نہ ہیریاں نہ پھیریاں
صالح کو صالح ملیں گی ، کنجروں کو کنجریاں

کارِ فقیر کارِ خدا

تُو کہ اے بندۂ دنیا کج نگاہ
بندگیء حقّ سے تُو نکلا ہوا

تُو کیا سمجھے کہ فقر ہے چیز کیا
جو کہ پانسہ پلٹ دے تقدیر کا

اِس کا کہ ہے ہاتھ یہ اللہ کا ہاتھ
جو کہ خالق ہے تیری تصویر کا

یا تو نہ تُو بول اُس کے کام میں
یا پھر اُس کے کام تُو کر کے دِکھا

مالی چلے گئے

بوٹے لگا کے باغ میں مالی چلے گئے
من میں سجا کے پیار کی ڈالی چلے گئے

دلبر کی دید کے یہ سوالی چلے گئے
خالی یہ ہاتھ آئے تھے خالی چلے گئے

اُمت کو جس نے تھا رکھا اپنے امان میں
اُمت کو چھوڑ کر وہ عیالی چلے گئے

شفقت ہے جس کے پیار میں یہ چل رہی حیات
اللہ کی پالکی میں وہ پالی چلے گئے

نمازوں میں منشائے خداوندی

مردانِ خدا

پڑھی تونے نمازوں میں دعا کیا
چُھپا اِس میں خدا کا مدعا کیا

وہ کیوں تیری کرے نہ پیشوائی
وہ کیا سب کا نہیں ہے پیشوا کیا

تو پھر تلقین سیدھے راستے کی
وہ سیدھا راستہ ہے راستہ کیا

یہی راہ ہے امینوں کے امیں کا
یہی راہ صادقوں کے صادقیں کا

یہ رستہ ہے محمدؐ کی وفا کا
یہ رستہ ہے کہ مردانِ خدا کا

یہاں بیٹھے ہیں سب ہی سیدھے سادھے
یہاں پر ہے بسیرا سادھوؤں کا

اِنہی میں محفلیں ہوتی ہیں رب کی
اِنہی پر ہی چلے خنجر نگاہ کا

اگر سادھو تجھے کوئی مل گیا ہے
تو تجھ سے کٹ گیا غم ہر بلا کا

نہیں شفقت کسی کی اب ضرورت
اِسی سے ملنا ہے ملنا خدا کا

آہ

سب ہوس کی عبادتیں

سر تو جھکتا ہے ترا پر من ترا جھکتا نہیں
مضطرب جو کر دے حق کو وہ ترا سجدہ نہیں

مسجدوں کی دھج کو تو نے بھر دیا ہے نور سے
کربلا کا اس میں شامل ایک بھی ذرہ نہیں

خاکِ سجدہ سے جبینیں روسیاہ تو ہو گئیں
کوئی بھی سرِ عشقِ حق میں خون سے چمکا نہیں

کچھ تو شفقت ہو رہا ہے راستے میں دیکھئے
ہم اُدھر جاتے نہیں اور وہ اِدھر آتا نہیں

قطعات

قطعہ

نہ اس میں ملاوٹ نہ اس میں بناوٹ
گناہ میری عِلت عفو اُس کی عادت
ہو پرسشِ عصیاں میں جتنی طوالت
ہو اُتنی خدا کے حُسن کی زیارت

قطعہ

ہو عورت جو شوہر کی تزئینِ خلوت
عجب ہے خدا سے وہ پھر مانگے جنت
ہو بیٹا جو والد کی محوِ زیارت
نہیں اس کو رب دوسرے کی ضرورت

اِنسان

وہ اگر محمود تو ایاز تُو
دیکھ اپنی شان اور اَنداز تُو
کیا یہ تیرا کم ہے رب سے رابطہ
جو ہے اُس کی مٹھی پر وہ باز تُو

زیارت ہی زیارت

نبوت دین و دنیا کی امامت
رسالت شافعئی روزِ قیامت
فقر شفقتؔ محبت ہی محبت
عشق شفقتؔ زیارت ہی زیارت

مُرشد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کہاں جامیؒ کہاں رازیؒ و حارثؒ
کہاں رومیؒ کہاں بُلھاؒ و وارثؒ
اگر ہوتے نہ مرشدؐ سے مشرف
نہ لکھ پاتے یہ نغمات محبت

خدا عصیاں کاروں میں

تعجب ہے محبت میں صنم بھگوان بن جائیں
زبانِ آدمی کے حرف بھی قرآن بن جائیں
خدا کو عصیاں کاروں میں جو دیکھا تو ملک بولے
چلو دھرتی پہ ہم بھی دو گھڑی انسان بن جائیں

سفرِ دنیا

کوششیں ہیں گر تیری حاصل حصولِ زر زمین
پھر تو ضائع کر دیئے تُو نے یہ لمحاتِ حسین
ہاں اگر شفقت رہا تُو اپنے رب سے ہم کنار
پھر سفر ہے یہ تیرا معراج رب العالمین

قطعہ

ساجن بن شبرات گئی اور ساون بن برسات گئی
دنیا آئی نفی گئی فقر گیا اثبات گئی
عورت آئی عشق گیا اللہ کی وہ جہات گئی
نامردوں سے یاری لا کے مردوں کی اوقات گئی